۲۳ شوال ۸۹ھ ۲ جنوری ۱۹۷۰ء

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو فرماتے۔ (ترجمہ) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں وہ اللہ جس نے ہم کو کھلایا اور پلایا اور ہمارے تمام مہمات کو پورا کیا اور ہم کو ٹھکانا دیا۔ پس ان میں سے بہت سے لوگ ہیں۔ کہ جن کی مہمات کو پورا نہیں کیا۔ اور نہ انہیں ٹھکانا دیا (مسلم)

وَعَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْقُدَ وَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ یَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ، مِنْ رِوَایَةِ حَفْصَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَفِیْهِ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

ترجمہ۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے۔ تو اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیتے، پھر فرماتے اللہم قنی عذابک یوم تبعث عبادک (یعنی اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن کہ تو اپنے بندوں کو زندہ کریگا ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا۔ اور کہا حدیث حسن ہے۔ اور اس حدیث کو ابوداؤد نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے۔ کہ آپ تین مرتبہ یہ کلمات فرماتے تھے۔

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

ترجمہ۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ دعا ہی عبادت ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَیَدَعُ مَا سِوٰی ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں میں جامع دعا کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ اور ان کے علاوہ دوسری دعاؤں کو ترک کر دیا کرتے تھے ابوداؤد نے اسناد جید کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کَانَ اَکْثَرُ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ. زَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَتِهٖ قَالَ: وَکَانَ اَنَسٌ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِهَا فِیْهِ.

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ اکثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔ اللہم آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (یعنی اے اللہ! ہم کو دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا) ہوا کرتی تھی۔ (بخاری اور مسلم) اور مسلم نے اپنی روایت میں اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ جب کوئی دعا مانگنے کا ارادہ فرماتے، تو اسی دعا سے مانگتے تھے۔ اور جب کسی اور دعا سے دعا کرنے کا ارادہ فرماتے۔ تو اس دعا کو بھی اس میں شامل کرتے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰی، وَالتُّقٰی، وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے (ترجمہ) یعنی اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاکدامنی اور دنیا سے لاپرواہی طلب کرتا ہوں (مسلم نے اس حدیث کو ذکر کیا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی۔ کہ اللھم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتک یعنی اے اللہ دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ سُفْیَانُ: اَشُكُّ اَنِّیْ زِدْتُ وَاحِدَةً مِنْهَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پناہ مانگو اللہ تعالٰے کے ذریعہ مشقت کی بلا سے، اور بدبختی سے اور بری تقدیر

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۳ر شوال المکرم ۱۳۸۹ھ
۲ر جنوری ۱۹۷۰ء

جلد ۱۵
شمارہ ۳۳

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول :
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ :
مجاھد الحسینی

گذشتہ سال کی تلخ یادیں
اور
نئے سال کے حوصلہ افزا ولولے

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

لیل و نہار کی گردش اور مہ و سال کی آمد و رفت کے ساتھ تاریخ کے عجیب و غریب سبق آموز واقعات وابستہ ہوتے رہتے ہیں۔ ایک سال کے اختتام کے ساتھ ہی تاریخ ماضی کے چند اوراق لپیٹ دئے جاتے ہیں اور سالِ نو کی آمد آمد پر چند نئے عنوانات کے ساتھ نئے ابواب کے اوراق سامنے آ جاتے ہیں۔ اسی نظامِ قدرت کے تحت ہماری اسلامی تاریخ کا نہیں سن عیسوی کے مطابق ۱۹۶۹ء کا سال ۳۱ر دسمبر کی شب تاریک میں گم ہو گیا اور یکم جنوری کو طلوع ہونے والا خورشید جہاں تاب اپنے جلو میں تاریخ انسانی کے نئے عنوانات اور نئے عزائم لے کر صفحۂ گیتی پر جلوہ افروز ہوا ہے۔

گئے سال کی بساط اگرچہ لپیٹ دی گئی ہے لیکن پاکستان کے بارہ کروڑ انسانوں کے دل و دماغ پر ثبت شدہ نقوش کی چند یادیں کبھی محو نہ ہو سکیں گی جو گذشتہ بیس سال کے عرصہ میں ہمارے سیاسی رہنماؤں کی خود غرضی و فریب کاری کی مختلف شکلیں اختیار کرتی رہیں اور جنہوں نے ایک آمر مطلق کو ہماری قومی و ملی زندگی پر دس سال تک بلا شرکت غیرے سیاہ و سفید کا مالک بنائے رکھا ــــ اور اس نے ہوس زر، اولاد کی محبت اور نشۂ اقتدار میں سرشار ہو کر امتِ مسلمہ کو ذاتی جاگیر سمجھ لیا تھا اور خاندانی منصوبہ بندی کے سہارے نسل انسانی کی افزائش پر قدغن لگا کر پوری قوم کو دینی اور سیاسی اعتبار سے بانجھ کر دینے کی سعئ ناپاک سے گریز نہ کیا تھا۔ اس نے بنستے چہکتے انسانوں سے قوت گویائی چھین کر زبانوں پر پہرے بٹھا دئے۔ اخبارات و رسائل کی آزادی سلب کی اور تحریر و تقریر پر ایسی گھناؤنی قدغن لگائی کہ انسانی بستیوں پر سنسان ویرانے کا گمان ہونے لگا۔

گذشتہ سال کے وہ دل خراش مناظر ابھی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئے، جب بے بس اور مجبور انسان ان مظالم کے خلاف سراپا احتجاج بن کر شاہراہوں پر نکل آئے تھے۔ یونی ورسٹی، کالجوں اور دیگر تعلیمی اداروں پر قفل لٹکا دئے گئے تھے ننھے منے طلبار ابابیل کی طرح سایہ فگن تھے۔ اور گذشتہ سے پیوستہ رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع کی یاد ہمارے قلب و دماغ سے کس طرح مٹ سکتی ہے جب بیگناہ نمازیوں، عبادت میں محو خدا کے بندوں اور عبادت گذار انسانوں کو لاٹھیوں کی بوچھاڑ سے صحن مسجد میں لہولہان کیا اور ان کی ہڈیاں توڑ کر مفلوج بنا دیا ــــ مستقبل کا مؤرخ اپنے نوکِ قلم سے وہ سیاہی نہیں سمیٹ سکے گا جو اُس دور کے ضمیر فروشوں کے نامۂ اعمال سے ٹپک کر تاریخ پاکستان کے صفحات پر پھیل چکی ہے۔

آج ۱۹۷۰ء کا سورج اپنی نورانی کرنوں سے ارضِ پاکستان کو منور کر رہا ہے۔ پاکستان اور دنیا بھر کے عوام جس کے منتظر تھے اس کا اجالا نمودار ہو چکا ہے۔ یہ سال جمہوریت کی بحالی، عوامی حکومت کے قیام اور آئین پاکستان کی تشکیل کا مظہر قرار دیا جا رہا ہے ــ اس سال میں عام انتخابات کا امکان ہے۔ موجودہ حکومت نے اس سے متعلق تمام اخلاقی و قانونی ضابطے اور مارشل لاً کے قانون کا بھی اعلان کر دیا ہے۔

۱۹۶۹ء کا سال تاریخ پاکستان کا تاریک ترین سال تھا اور ۱۹۷۰ء ارضِ وطن کے لئے نازک ترین سال ہوگا۔ سیاسی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور ایسے حالات پیدا نہ

ہونے دیں جس سے منزلِ مراد قریب آ کر بھی دُور ہو جاتے۔ نظریات کی تشہیر میں تشدّد و غنڈہ گردی کے مظاہرے سے کوئی پہلو روشن نہیں ہُوا کرتا۔ کمیونزم، سرمایہ داری اور سامراجی فلسفوں کی پیروی میں اس نعرے کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے جس پر اس ملک کی اساس و بنیاد رکھی گئی تھی —— اسلام سے مزید روگردانی کسی پارٹی کے وقار میں اضافہ نہیں کر سکتی —— اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان میں علمار کا ایسا گروہ بھی موجود ہے جو اسلام کی روح کو سمجھتا ہے اور اس کا اظہار گولی کھا کر بھی کرتا رہا ہے اور گول میز کانفرنس میں بھی۔

مسجد خدام الدین میں جلسۂ تقسیمِ اسناد

لاہور۔ انجمن خدام الدین لاہور کے زیرِ اہتمام ماہ رمضان المبارک میں دورۂ تفسیر کا اہتمام ہوتا ہے۔ جس میں مدارس عربیہ کے دورۂ حدیث کی تعلیم مکمل کرنے والے طلبار شریک ہوتے ہیں۔ انجمن خدام الدین کے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں امسال جن علماءِ کرام نے دورۂ تفسیر مکمل کیا انہیں بروز جمعۃ المبارک ۱۹؍دسمبر کو بعد نمازِ جمعہ سندات فراغت عطا کی گئیں۔ جلسۂ تقسیم اسناد حضرت مولانا عبیداللہ انور کی زیرِ صدارت منعقد ہُوا۔ جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہُوا۔ اجلاس سے مولانا محمد الیاس صاحب خطیب مسجد پٹولیاں، مولانا محمد اکرم ناظم جمعیۃ علمار اسلام مغربی پاکستان، مولانا محمد اجمل خطیب جامع مسجد قلعہ گوجر سنگھ لاہور و ناظم جمعیۃ علماءِ اسلام اور حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور نے خطاب کیا۔

جلسہ کے اختتام پر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ اور مولانا مفتی محمد علی صاحب خطیب سنہری جامع مسجد لاہور نے سنداتِ فراغت تقسیم کیں۔

اس مبارک تقریب میں مختلف دینی جماعتوں کے رہنماؤں، مدارس عربیہ کے مہتمم حضرات اور دیگر عمائدینِ شہر نے شرکت کی۔

اس تقریب سعید میں خطاب کرتے ہوئے مقررین حضرات نے قرآن مجید کی عظمت و صداقت اور عصرِ حاضر میں تعلیماتِ قرآنی کی ضرورت و اہمیت کا احساس دلاتے ہوئے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے جاری کردہ چشمۂ فیض اور دورۂ تفسیر کے سلسلہ میں آپ کی گرانقدر خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

اختتامِ اجلاس پر حضرت مولانا عبیداللہ انور نے خشوع و خضوع کے ساتھ ایک رقّت آمیز دعا کی —— اس دوران حاضرین پر عجیب کیفیت اور وجد کا عالم طاری تھا۔

★

اسلامی سزاؤں کا نفاذ

ایک خبر ہے کہ موجودہ حکومت نے چوروں، عصمت فروشوں، ان کے دلالوں، ڈکیتی اور ہنگامہ آرائی کا ارتکاب کرنیوالوں کو شریعتِ اسلامیہ کے مطابق سزائیں دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلہ میں عملی اقدامات کا عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔

حکومت کے اس اعلان کا پورے ملک میں خیرمقدم ہُوا ہے اور اسے موجودہ برسرِ اقتدار افراد کی حمیّتِ اسلامی کا مظہر قرار دیا جا رہا ہے۔

پاکستان اسلامی معاشرہ کے قیام اور شریعتِ اسلامیہ کے عملی نفاذ کے لئے ہی معرضِ وجود میں آیا تھا۔ اگر پاکستان کی سابقہ حکومتیں ملک میں شرعی سزائیں نافذ کرنے کے لئے قوم سے کئے گئے وعدوں کا احترام کرتیں تو ہمارا ملک افراتفری، خلفشار، مذہبی و سیاسی عدمِ استحکام سے کبھی دوچار نہ ہوتا۔ خدا کا شکر ہے کہ موجودہ حکومت اور اس کے اربابِ اقتدار نے حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے عملی اقدام کی طرف توجّہ دی ہے اور پاکستان کے مقصدِ قیام کو بروئے کار لانے کا عزم کیا ہے۔

پوری دنیا مغربی تہذیب و تمدّن کی خرابیوں اور اس کی روز افزوں اخلاق باختگیوں سے تنگ آ کر گوشۂ عافیت کی متلاشی ہے۔ اور اصلاح معاشرہ کا مؤثر اور نتیجہ خیز حل چاہتی ہے۔ ایسے حالات میں انسانوں کے وضع کردہ قوانین و ضوابط پوری دنیا میں ناکام اور فیل ہو چکے ہیں۔ لازماً ایسے نظامِ حیات کی ضرورت ہے جو خالقِ کائنات نے انسانوں کی فلاح و بہبود اور ان کی اخلاقی زندگی کی حقیقی اصلاح کا علمبردار ہو۔ چنانچہ پوری دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا نظام ہے جو انسانی اخلاق و اعمال کا حقیقی محافظ اور نگران ہے۔

جب تک اس نظامِ حیات کو نافذ نہ کیا جائے گا اس وقت تک وہ نتائج و ثمرات برآمد نہیں ہو سکتے دَورِ حاضر کا انسان جس کا متلاشی ہے اور جس کی تلاش و جستجو کے لئے دورِ حاضر کا انسان دربدر ٹھوکریں کھا رہا ہے۔

پاکستان کے اربابِ اقتدار ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں اگر وہ اپنے عزائم کو عملی جامہ پہنانے کا واقعی اقدام کر لیں۔ یہ فیصلہ صرف پاکستان کے عوام ہی کے لئے باعثِ اطمینان و مسرّت نہیں پوری دنیا کے انسان اس سے استفادہ کرنے اور رُشد و ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب زاہد سعید شیخ کی والدہ کا انتقال

حلقۂ خدام الدین میں یہ خبر نہایت صدمے کے ساتھ سنی جائے گی کہ برادر محترم جناب زاہد سعید شیخ ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ صنعت حکومت مغربی پاکستان کی والدہ ماجدہ گذشتہ ہفتہ چند روز بیمار رہ کر داعئ اجل کو لبیک کہہ گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ط

مرحومہ بڑی نیک اور پابند صوم و صلوٰۃ تھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا کرے اور پسماندگان کو صبر و تحمّل کی توفیق بخشے۔

ادارۂ خدام الدین جناب زاہد سعید شیخ اور اور ان کے برادران کے غم میں برابر کا شریک ہے

مجلسِ ذکر

۸ر شوال المکرم ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۸ر دسمبر ۱۹۶۹ء

محاسبۂ نفس

از حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:- فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝
(الشعراء ۸۸-۸۹)

ترجمہ: جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی۔ مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا۔

ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

بزرگانِ محترم، معزز حاضرین و محترم خواتین! ایک ماہ کے بعد آج پھر مجلس ذکر منعقد ہوئی ہے۔ رمضان المبارک میں حلقۂ ذکر اس لئے نہیں ہو سکتا کہ نمازِ مغرب کے بعد بہت تھوڑا وقت رہ جاتا ہے اور پھر نمازِ تراویح کے لئے تیاری کرنا ہوتی ہے۔ رمضان المبارک میں مسلمان بڑی عقیدت کے ساتھ قرآن حکیم سنتے ہیں۔ اسی لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ہی رمضان المبارک میں مجلس ذکر متروک فرما دیا کرتے تھے

گناہوں کا سائن بورڈ

بعض لوگوں کو اپنا جرم اور اپنی خطا تو نظر نہیں آتی لیکن وہ دوسرے کا تنکا بھی شہتیر بنا کے دیکھ لیتے ہیں۔ اپنے حال پر انسان کو نظر رکھنی چاہئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہمیشہ بیان کرتا رہتا ہوں وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے گناہوں کا ایک سائن بورڈ بنا رکھا ہے، ہر روز سونے کے وقت اپنے آپ سے کہتا ہوں کہ "اے ایاز! قدرِ خود بشناس، احمد علی! یہ ہیں تیری خطائیں اور گناہ، اگر خلقِ خدا کو پتہ چل جائے تو کوئی تیرے منہ پر تھوکے بھی نہ۔" (حالانکہ ہماری زندگی ان کے ساتھ گذری۔ سفر میں، حضر میں، ہم نے ان سے گناہِ صغیرہ کا ارتکاب ہوتے بھی کبھی نہ دیکھا چہ جائیکہ کبیرہ کا تصور بھی کر سکیں۔ لیکن اپنے نفس کو سرزنش کرنے کے لئے خدا معلوم کون سے گناہ انہوں نے سائن بورڈ پر لکھ رکھے تھے)

ایاز قدرِ خود بشناس

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ محمود کا غلام تھا ایاز۔ اس کو اپنے مالک کی اس قدر فرمانبرداری اور اطاعت نصیب ہوئی کہ آخر اس کا جانشین وہی ہوا۔ رات کو ایاز اپنا پرانا غلامانہ لباس پہن کر نفس سے کہا کرتا تھا "اے ایاز! دن کو تو تو تختِ شاہی پر بیٹھ کر اپنے سر پر تاجِ شاہی سجاتا ہے لیکن تیری اصل اوقات یہ ہے۔ اللہ نے اتنے منصبِ عظیم پر تجھے پہنچا دیا ہے، ایاز! قدرِ خود بشناس"۔ اپنی کمزوری، کوتاہی، کس مپرسی اور اپنی غلامی کے دور کو نہ بھولنا چاہئے۔ یعنی انسان کو اپنی اوقات نہ بھولنا چاہئے۔

روح اور جسم کی غذائیں

انسان کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ایک ناپاک قطرے سے انسان کو وجود بخشا ہے۔ جب رحمِ مادر میں چار ماہ میں جسم انسانی مکمل ہو جاتا ہے تو عالم بالا سے روح آتی ہے۔ اسلام نے روح اور جسم دونو کا حق ادا کیا۔ جسم کے لئے آپ غذائیں کھاتے ہیں اور روح کی تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذکر اللہ کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (الرعد ۲۸) اطمینانِ قلب اللہ کی یاد کے سوا نصیب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ روح کی غذا ذکر اللہ ہے۔

ذاکرین کے لئے مژدۂ جانفزا

میں کہا کرتا ہوں کہ ذاکرین انشاءاللہ ضرور جنت میں جائیں گے، یہ گمانِ غالب اس لئے رکھتا ہوں کہ ذاکرین جو اللہ کا نام لیتے ہیں مثلاً اَللّٰہُ یا اَللّٰہُ ھُوْ کہتے ہیں یا درود شریف یا استغفار پڑھتے ہیں، اس پر اُن کو دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور رمضان المبارک جو ابھی گذرا ہے اس میں تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ جو چاہیں عطا فرما دیں کیونکہ رمضان میں نفل کا درجہ فرض کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور فرض کا اجر ستر گنا تک بڑھ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حج کی توفیق دیں تو خانہ کعبہ کی ایک ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فرمان واجب الاذعان اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود ۱۱۴) کے مطابق نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیں گی۔ جیسا کہ صابن میل کچیل کو ختم کر دیتا ہے۔ اگر گناہ ہیں بھی، مثلاً غیبت ہے، چغلی ہے، حسد ہے، جاہ طلبی ہے، زرپرستی ہے، تجبّر ہے، غرور ہے، حرام کا کمانا کھانا ہے، یہ ساری نافرمانیاں اور نواہی جو ہیں، جب انسان اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ طبیعت کا رُخ پھیر دیتے ہیں۔ جن کو علمِ دین کا ذرا سا بھی مَس ہے، وہ سب ان چیزوں کو جانتے ہیں کہ یہ مجلسِ ذکر اور یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ، عبادت گذاروں کا، شب بیداروں کا، خدا کے فرمانبرداروں کا حلقہ ہے اس میں جب نافرمان بھی آتے ہیں توبۃً اللہ کرتے ہیں تو اللہ کی رحمت ان کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اگر ان کو اسی حالت میں موت بھی آ جائے تو انشاءاللہ سیدھے جنت میں جائیں گے۔ کیونکہ میں کہا کرتا ہوں کہ دس تسبیحات بھی اگر اللہ ھُو کی آپ پڑھ لیں تو ایک ہزار دفعہ اللہ ھُو آپ نے کہہ لیا اس کا کم از کم دس ہزار اجر ملے گا۔ اس لئے نیکیاں ہی زیادہ ہوں گی اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ جس حد تک ہو سکے نوافل میں، تطوعات میں، اذکار میں زیادہ سے زیادہ انہماک رکھنا چاہئے ---- اور

گناہ سے حتی الامکان بچنا چاہئے۔

نماز سے گناہ معاف ہوتے ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے گھر کے آگے نہر بہہ رہی ہو اور وہ روزانہ نہاتا دھوتا ہو تو اس کے جسم پر میل کچیل کیسے رہ سکتی ہے؟ آپؐ نے تمثیل دی کہ جس کو ۵ وقت نماز کی توفیق ہے تو گویا اس کے گھر کے آگے نہر بہہ رہی ہے اور جس طرح نہاتے رہنے والے انسان کا جسم اور کپڑے میل سے نیچے رہتے ہیں اسی طرح عبادت گذاروں شب بیداروں اور پانچ وقت کی نماز پڑھنے والوں کو اللہ تعالےٰ امراضِ روحانی سے بچائے رکھیں گے۔ یہ پانچوقتہ نماز ہی انشاءاللہ انسان کے لئے بہت بڑی چیز ہے۔ صبح کی نماز سے لے کر ظہر کی نماز تک جو گناہ ہوتے، ظہر کی نماز پڑھی تو وہ گناہ ختم، ظہر سے عصر تک خدانخواستہ کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو دوسری نماز پڑھنے تک درمیان کے گناہ ختم۔ عصر سے مغرب تک اگر کوئی گناہ ہوئے ہیں تو مغرب کی نماز پڑھتے ہی وہ گناہ ختم۔ مغرب سے عشاء تک اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو انشاء اللہ وہ بھی معاف ہو جائے گی۔

ہر شخص اپنے اعمال کو جانتا ہے

میری آج کی معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم عالم ناسوت میں اس وقت زندہ ہیں، عالم ملکوت سے ہماری روح آئی ہے، اس کے بعد عالم لاہوت اور عالم جبروت سے ہمیں سابقہ پڑنے والا ہے اور عالم برزخ سے ہمیں گذرنا ہے یعنی قبر سے قیامت تک جو زندگی ہے اس کو عالم برزخ کہا جاتا ہے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ برزخ کی زندگی یعنی قبر جنّت کا باغ بننے والی ہے یا جہنّم کا گڑھا۔ میں مثال کے لئے کہا کرتا ہوں کہ ع

نویسندہ داند کہ در نامہ چیست

ہر شخص کو اپنی اپنی کرتوتوں کا اچھی طرح علم ہے یعنی آپ اور ہم جانتے ہیں کہ ہمارے اطوار و کردار ہمیں جنّت میں پہنچانے والے ہیں یا جہنم میں پہنچانے والے ہیں۔ اس لئے ہمیں ہر آن محاسبۂ نفس کرنا چاہئے کہ ہمارے اعمال کی کیفیّت کیا ہے۔ آیا جنّت میں لے جانے والے ہیں یا جہنم میں کیونکہ قیامت کے دن نامۂ اعمال کی دو ہی شکلیں ہوں گی یا دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں ہاتھ میں۔ اگر دائیں ہاتھ میں ہے تب تو کامیاب و بامراد۔ اگر بائیں ہاتھ میں ہے تو پھر ناکام و نامراد۔ قرآن میں آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز فرمائیں گے اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ (بنی اسرائیل ۱۴) اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے، آج اپنا حساب لینے کے لئے تُو ہی کافی ہے — تو ہر انسان اپنے اعمال سے خوب واقف ہے۔ اگر کوئی کوتاہی یا کمزوری ہے تو ابھی اس کا سدِّباب کر لینا چاہئے۔

جنّت اور جہنّم کی لائنیں

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کے بعد انسان کا کانٹا بدل جاتا ہے۔ وہی گاڑی جو جہنّم کی لائن پر سرپٹ دوڑتی جا رہی تھی اُسی تیز رفتاری کے ساتھ پھر جنّت کی طرف چل پڑتی ہے۔ مثال دیا کرتے تھے۔ "جس طرح ریل کی دونوں پٹڑیاں متوازی چلتی ہیں، اسی طرح جسمانیت اور روحانیت کی دونو لائنیں متوازی چلتی ہیں عقلمند انسان دونو کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ جس طرح جسم کو غذا دیتا ہے اسی طرح روح کو وقت پر ذکر الٰہی کی غذا بہم پہنچاتا ہے۔ جس طرح اِدھر لوگ چاہتے ہیں کہ مرتے وقت بھی منہ میں دودھ یا شہد ڈالا جائے اسی طرح ادھر بھی شریعت کہتی ہے کہ آخری دم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے ہوئے نکلے۔"

(ملفوظاتِ طیّبات ص ۱۳۲)

مشرک کے لئے بخشش نہیں

دونو لائنیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ ایک ہے رحمان کی لائن اور دوسری ہے شیطان کی لائن۔ ایک کا رُخ ہے جنّت کی طرف۔ یعنی نیکی اور بدی ساتھ ساتھ ہیں۔ سو مجھے اور آپ کو اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہم جو اعمال کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں یا نمائش کے لئے کرتے ہیں۔ اگر نمائش کے لئے کرتے ہیں تو یہ شرک اصغر بن جاتا ہے اور اس کے لئے معافی ہی نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ (النساء ۴۸)

دعا

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی یاد کی توفیق دیں، غفلت سے بچائیں، ذاکر و شاغل بنائیں، نیّت بخیر رکھنے کی توفیق دیں۔ بدعملی بدکرداری سے بچائیں، بدنیّتی اور ریاء الناس سے بچائیں۔ اللہ تعالےٰ محاسبہ نفس کرنے کی توفیق سے نوازیں، اللہ ہماری قبروں کو جنّت کے باغوں میں سے باغ بنائیں آمین

اے جمعیت زندہ باد

مسعود منوّر

پائندہ تابندہ باد — فرخندہ رخشندہ باد
سرفراز و ارجمند — باوقار و بامراد
اے جمعیت زندہ باد

کاروانِ دردمند — نغمۂ شوق بلند
حرف حرف و بند بند — نعرۂ ذوقِ جہاد
اے جمعیت زندہ باد

شوکتِ شیرانِ غاب — دشمنِ دیں آب آب
دیدنی ہے آب و تاب — قاتلِ افرنگ زاد
اے جمعیت زندہ باد

ملک میں سرخیل تُو — یاسمن کی بیل تُو
سروری کا کھیل تُو — مرگیا دَورِ فساد
اے جمعیت زندہ باد

حوصلے تیرے جواں — راستے تیرے گراں
کھینچ لے اپنی کماں — دُور ہو جاتے عناد
اے جمعیت زندہ باد

رہبرِ منزل نما — مفتیٔ شہرِ صفا
مصرعِ وقتِ دعا — قائدِ با اعتماد
اے جمعیت زندہ باد

کفر کے بادل چھٹے — ظلم کے سائے ہٹے
قید کے حلقے کٹے — آگیا اپنا بلاد
اے جمعیت زندہ باد

ساتھیو! گونجے نوا — شورشِ دورِ وغا
صورتِ رقصِ صبا — یہ ہو آوازِ مناد
اے جمعیت زندہ باد

عصر کے نغمہ گرو — وقت کے نکتہ ورو
مدحِ جمعیت کرو — باوقار و بامراد
اے جمعیت زندہ باد

اشاعتِ اسلام اور تلوار

از صوفی عبدالواحد ایم اے

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

من و دل گر فدا شدیم چہ باک غرض اندر میان سلامت تست

صحابہ کرام رضؓ

میدان کارزار کے کارنامے

کے خلوص، جانثاری اور فداکاری کے لیے ایک دفتر کی ضرورت ہے، ان سب کا ان چند اوراق میں سمیٹنا ممکن نہیں۔ صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ انھوں نے آغازِ بعثت سے ہی پامردی کے ساتھ تکالیف کو برداشت کیا پھر اپنا پیارا وطن ترک کرکے حبش کی راہ لی۔

مکہ کے تیرہ سال مسلمانوں کی حالت، سنگ آسیا میں پسے ہوئے دانے کی سی رہی آخر تنگ آکر حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم تین سو میل کے فاصلہ پر تشریف لے گئے لیکن دشمن نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا۔ چودہ سال بعد مسلمانوں کو مدافعانہ جنگ کی اجازت ملی۔ کل ۳۱۳ سرفروش ایک ہزار آہن پوشوں کے مقابلے میں نکلے۔ یہ حق و باطل کی پہلی آویزش یعنی غزوۂ بدر کا ذکر ہے۔

اس کے بعد اُحد کی لڑائی ہوئی۔ کل عرب نے ۱۱ من ۳ سیر سونا، ایک ہزار اونٹ چندہ میں اکھٹے کیے اور پانچ ہزار جنگ آزمودہ کارزار دیدہ جوان مسلح ہو کر بے سروسامان مسلمانوں کے ساتھ نبرد آزما ہوئے جبکہ مسلمان صرف ۷۰۰ (سات سو) تھے۔ جنہوں نے اس جوش و استقلال سے ان کا مقابلہ کیا۔ کہ پہاڑ بھی ان کا ثبات و استحکام دیکھ کر زیر ہو گئے (غسیل الملائکہ) حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک رات کی بیاہی دلہن کو چھوڑ کر میدان جنگ میں پہنچے اور عروسی لباس کو اپنے ہی خون سے رنگین بنایا۔

حضرت مصعب بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باپ کے لاڈلے پوتڑوں کے امیر تھے۔ دو دو سو کی پوشاک زیبِ تن کیا کرتے تھے۔ مسلمان ہو کر ایسا زہد اختیار کیا۔ کہ بکری کی کھال سے بدن چھپاتے تھے۔ جنگ احد میں اسلامی عَلَم انہی کے ہاتھ میں تھا۔ حریف نے یکے بعد دیگرے دست راست وچپ زخمی کر دیئے تو سینہ کی آڑ سے نشان تھامے رکھا۔ آخر جب حلق پر تیر کھا کر گھوڑے سے گرے۔ تو کلمۂ طیبہ پر جان، جان آفریں کے سپرد کردی

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را۔
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

اس جنگ میں ایک انصاری خاتون کا باپ، بھائی، بیٹا اور شوہر شہید ہو گئے۔ خبر پہنچی، شام کو سر راہ آکھڑی ہوئی۔ پوچھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم تو زندہ ہیں؟ اگر حضور انورؐ زندہ ہیں تو مجھے کسی کی موت کا غم نہیں!

من و دل گر فدا شدیم چہ باک
غرض اندر میان سلامت تست

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسی جنگ میں ۷۵ زخم لگے تلوار کا ایک وار سر پر ایسا لگا کہ لڑکھڑا کر گر گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی منہ میں ڈالا۔ ہوش آیا تو حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہاری خبر گیری کے لیے بھیجا ہے۔ طلحہؓ نے کہا "اوہ مجھے اپنی جان کی کچھ پرواہ نہیں"

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل میں تھے، دشمن نے پس پشت سے آکر جان ستان نیزہ مارا، ان کے منہ سے یہی نکلا — فزتُ وربِّ الکعبہ (رب کعبہ کی قسم میں فیض المرام ہو گیا)

قاتل پر مقتول کے آخری فقرے کا ایسا اثر ہوا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہو گیا۔ حضرت سعد بن ربیع رضؓ مخلصین میں سے تھے۔ ایک صحابی نے انھیں زخموں سے چور لہو میں شرابور جانکنی کی حالت میں پایا۔ کہا "میری وصیت سُن لو۔ بارگاہِ رسالت میں خادم درگاہ سعد رضؓ کا سلام عرض کر دینا اور گذارش کر دینا۔ اللہ تعالیٰ حضورؐ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل ہم کیسے مراتبِ رفیع کو پہنچ گئے۔ نیز میرے احباب کو کہہ دینا کہ حضورؐ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں کچھ کوتاہی رہ گئی تو اللہ تعالیٰ کے سامنے تم سے کچھ جواب بن نہ پڑیگا"

اخلاص و محبّت میں کیا لذّت ہے کہ زخمی ہو کر سانس توڑ رہے ہیں اور سپاس گزار ہیں، جاں نثار کر رہے ہیں اور عذر خواہ ہیں

یک جان چہ متاعیست کہ سازیم فدائیت
اماں چہ تواں کرد کہ موجود ہمیں است

جو حسن ارادت اور خلوص عقیدت ان حضرات کو حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تھا۔ اسے شمشیر کی کاٹ، نیزہ کی بھال، تیر کی پیکان، وطن سے دوری، احباب و اقارب سے مہجوری، تنگدستی اور علالت بھی کم نہ کر سکی۔

عوام کا اِستقلال

مخلص صحابہ کرام تو بلا واسطہ نورِ نبوّت کے فیضان سے مستنیر تھے، عام مسلمانوں کے احوال و ظروف غور طلب ہیں جو تا دمِ زیست روزانہ پانچ دفعہ پابندی سے نماز ادا کرتے رہتے۔ موسم کا تغیّر عمر کا اقتضاء، سفر و حضر، جنگ کی آتش بازی کوئی چیز بھی انھیں اس فریضہ کی ادائیگی سے باز نہ رکھتی۔

آئے سال اپنی آمدنی کا چالیسواں حصہ (زکوٰۃ) بنی نوع کی دستگیری کے لیے مدّت العمر تک نکالتے رہتے۔ جس کی وجہ سے کوئی خیرات و صدقات لینے والا تلاش کے باوجود نہ ملتا۔ گرم ملک اور موسم میں ۱۸ گھنٹے تک آب و نان جملہ مقتضیات طبع کو چھوڑ کر عبادت روزہ میں لگاتار ایک ماہ تک مصروف رہتے۔

بحر و بر کو چیرتے۔ آفاتِ ارضی و سماوی کو جھیلتے۔ بعد مسافت کا لحاظ نہ کرتے ہوئے دربار الٰہی میں عرفات تک پہنچ کر فریضۂ حج ادا کرتے اور اس طرح اپنی کم نفسی، صداقت شعاری اور جاں نثاری کا مظاہرہ کرتے رہتے۔

بروز شمشیر مطیع شدگان دل وجان پر ایسے تصرف کی کبھی امید نہیں ہو سکتی اور نہ وہ جنگ ایسی شکیب رُبا اور زہرہ گداز چیز کو ترجیح دیتے۔

'عیسائیوں کے مظالم'

اس کے علی الرغم رومن کیتھولک نے عدالت مقدسہ کے نام سے عدالتیں مقرر کرکے چودہ صدیوں تک غیر منقطع سلسلہ، خونریزی قائم رکھا۔ پراٹسٹنٹ جو شائستہ تر فرقہ کہلاتا ہے۔ بقول مسٹر ہالم "وہ (بھی) دین میں جبر کرتا رہا" جس کی تاریخ یوں شہادت

دیتی ہے :۔

(۱) یورپ میں لوتھر پروٹسٹنٹ فرقہ کا بانی ہے۔ اس سے قبل سب رومن کیتھولک مذہب کے پیروکار تھے۔ جب یورپ میں لوتھر کے متبعین کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا گیا تو پاپائے روم نے ان کو کافر قرار دے کر حکومت فرانس سے اعانت طلب کی چنانچہ حکومت فرانس نے ۲۴ر اگست ۱۵۷۲ء کو فرانس میں پچاس ہزار پیروانِ لوتھر، (پروٹسٹنٹ) کو قتل کرا دیا (ملاحظہ ہو معرکۂ مذہب و سائنس از ڈاکٹر ڈریپر مترجمہ مولانا ظفر علی خان صفحہ ۲۹۴)

(۲) پاپائے روم نے ۱۴۷۸ء میں ایک مذہبی عدالت (INQUISITION) قائم کی۔ جس نے ایسے کافروں کو (جو مسلمانوں کی تہذیب کو اچھا سمجھتے، روز نہاتے یا علمی کام کرتے) سزا دینے کے لیے روح فرسا مظالم کیے، پہلے سال دو ہزار اشخاص زندہ نذرِ آتش کیے۔ دس برس میں ۱۷ ہزار کو زندہ آگ میں جلایا، ۹۷ ہزار کو جیلوں میں مقید کیا۔ غرض کہ ۱۴۸۱ء سے چار صدی تک تقریباً ساڑھے تین لاکھ نفوس کو دردناک سزائیں دیں اور ان میں سے ۳۲ ہزار کو زندہ جلا دیا۔ (بحوالہ صدر صفحہ ۲۰۵، صفحہ ۲۸۶)

(۳) نامور مورخ گبن کے قول کے مطابق :۔ "اندلس میں عربوں سے پہلے تمدن ندارد تھا۔ عربوں کے وقت میں اعلیٰ درجہ کا تمدن پیدا ہوا۔ اور آٹھ سو سال تک قائم رہا۔ اس کے بعد جب عیسائیوں کا دور آیا تو پہلے انھوں نے مسلمانوں کو بجبر عیسائی بنایا۔ پھر انھیں زندہ جلانا شروع کیا چونکہ لاکھوں آدمیوں کا جلانا ایک دشوار امر تھا۔ اس لیے ایک حکم کے ذریعے سب عربوں کو ملک سے نکل جانے کا حکم ہوا۔ چنانچہ تیس لاکھ عرب تو وہاں سے زندہ نکلے مگر بدورانِ ہجرت ان میں سے تین حصے راستہ میں قتل کر دیئے گئے۔ یہ تیس لاکھ رعیت جسے اندلس کی حکومت نے نکال باہر کیا۔ ملک کی دماغی اور صنعتی ترقی کی جان تھی۔ جس سے زراعت و حرفت تجارت، علوم و ادب، مردم شماری سب کی سب یک لخت گھٹ گئی اور ملک تنزل پر آگیا۔ جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ وحشی سے وحشی اور بے رحم سے بے رحم ملک گیروں نے بھی کبھی اس قسم کے دردناک قتلِ عام کا دھبہ اپنے دامن پر نہیں لگایا۔" ملاحظہ ہو تمدنِ عرب صفحہ ۳۳۸ تا صفحہ ۳۴۴۔

اسلام چونکہ مسلمانوں کو تبلیغ دین کے لیے جبر و اکراہ کی تعلیم نہیں دیتا اس لیے تاریخ اسلام کا دامن ایسے شرمناک اور انسانیت سوز مظالم سے پاک رہا۔ جو عیسائیوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے دوسروں پر روا رکھے۔ اگر معترضین اپنے گریبان میں جھانکیں اور انصاف کی عینک سے دیکھیں تو وہ خود کو مجرمین کی صفوں میں کھڑے پائیں گے۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ط

پارہ ۱۵ آیت ۷ سورۃ بنی اسرائیل

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ط

اگر اچھے کام کرتے رہو گے تو اپنے ہی نفع کے لیے اچھے کام کرو گے اور اگر (پھر) برے کام کرو گے تو بھی اپنے ہی لیے

ہندوؤں کی ذہنیت

عیسائیوں کے بعد اگر ہندوؤں کی تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو عالم انسانیت پر ان کے مظالم بھی عیسائیوں سے کم نہیں۔ ہندوستان کی قدیم حکومتیں جو آریوں سے قبل برسرِ اقتدار تھیں جب محکوم بنیں تو آریوں نے ہندوستان کے اصل باشندوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ ان کا نام شودر یا چنڈال رکھا۔ انھیں کسی ہندو کے کپڑے کو چھونے، اُن کے برتنوں میں کھانے یا ان کے کنوؤں سے پانی پینے کی قطعاً اجازت نہ تھی، ان کا سایہ تک پڑنا گوارا نہ تھا اور ان سے ہر شعبۂ زندگی میں انسانوں کا سا نہیں، حیوانوں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ جب مسلمان یہاں آئے، تو ان کے متعلق بھی ان کا یہی تصور رہا وہ کسی قیمت پر ان کا وجود برداشت نہ کرتے تھے۔ طرفہ تماشا یہ تھا کہ ہندوؤں نے مسلم کش ہونے کے باوجود مسلمانوں کو ہندو کش بنا دیا اور ہندوستان میں بالعموم اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ایسے مطاعن کا ہدف بنی رہی لیکن نامور غیر مسلم مورخ آرنلڈ کی شہادت کے مطابق دہلی کے گردو نواح میں مسلم آبادی، کُل آبادی کا چھٹا ۱/۶ حصہ تھی۔ اگر وہاں کے ہندو بجبر مسلمان کیے جاتے تو خاص، دار السلطنت، اور مستقر الخلافت میں مسلمان اتنی اقلیت میں نہ پائے جاتے بلکہ ان کی وہاں اکثریت ہوتی۔

تاریخ ہند اس بات کی شاہد عدل ہے کہ اکبر جس کی بے تعصبی مسلّم ہے، کے مقابلہ میں اورنگ زیب کے دربار میں ہندو امرار کی تعداد اکبر کے دربار کی فہرست سے زیادہ طویل تھی۔ ثانیاً اورنگ زیب نے راجپوتانہ کی کسی ہندو ریاست کو اپنی مملکت میں شامل نہ کیا تھا لیکن دکن کی کی چار اسلامی ریاستوں کو فتح کر کے جزوِ سلطنت بنا لیا تھا۔ ثانیاً اورنگ زیب رح نے ہندوؤں کی رسم ستی اور صغیر سنی کی شادی میں قطعاً مداخلت نہ کی تھی اور انھیں ہر قسم کی مذہبی آزادی تھی۔ ہندو راجاؤں کو عظیم الشان خطابات اور جاگیرات سے نوازا تھا۔ تجارت پر ہندوں کا قبضہ برقرار رکھا۔ مندروں، پاٹ شالاؤں کو گرانے کی بجائے انھیں برقرار رکھنے کے لیے بڑی بڑی جاگیریں عطا فرمائیں۔ (باقی آئندہ)

قسط نمبر ۱۳

اِسلام کے اِقتصادی مسائل

عدل و توازن کا حسِین وجمیل مُرقع

- اِسلام سُود کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اِسلام انفرادی مفاد پر اجتماعی مفاد کو ترجیح دیتا ہے
- اِسلام آجر اور مزدور کے درمیان صحت مند تعلقات پیدا کرتا ہے۔
- اسلام تقسیم دولت کی خاطر وراثت کا نہایت وسیع نظام پیش کرتا ہے
- اسلام اجارہ داری کو ناپسندیدہ خیال کرتا ہے

تحریر: شگفتہ طاہرہ، ایم-اے

تاریخ ہمارے سامنے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور پیش کرتی ہے کہ مالی وظیفے کے علاوہ ہر مرد اور عورت کو سرکاری توشہ خانوں سے گندم کی ایک ماہانہ مقدار ملتی تھی جس سے ان کی دو وقت یومیہ خوراک تیار ہو سکتی۔ (طبقات ابن سعد، جلد سوم)

اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا واقعہ ہے کہ جب آپ سلیمان بن عبدالمالک کے جنازے سے واپس تشریف لائے تو بہت پریشان تھے اور فرماتے تھے کہ آج امتِ محمدیہؐ کا کوئی فرد ایسا نہیں جس کا حق اس کے طلب کئے بغیر ادا کرنا مجھ پر واجب نہ ہو۔

جائے نماز پر آپ کو اشکبار دیکھ کر آپؒ کی رفیقۂ حیات نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ میری وسیع سلطنت میں آج کوئی بھوکا ہوگا، کوئی فقیر ہوگا، کوئی بیمار ہوگا، کوئی مسافر ہوگا اور مجھے ان سب کے بارے میں خدا کے سامنے جواب دہی کرنی ہوگی درآنحالیکہ ان تمام لوگوں کی طرف سے خود نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے خلاف مستغیث ہوں گے۔ (ابن الاثیر)

ریاست کی یہی ذمہ داری تھی جس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ کہلوایا تھا کہ،

"اگر آج دجلہ کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا رہا تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی۔"

تاریخ شاہد ہے کہ اسلامی ریاست اس امر کا التزام رکھتی تھی کہ ہر فرد کو زندگی کی بنیادی ضروریات بہم پہنچیں چنانچہ امیرالمومنینؓ رات کو سونے کی بجائے گلیوں میں پھرا کرتے تھے تاکہ لوگوں کی ضروریات کا پتہ چلا سکیں۔

ریاست کو فلاحی بنانے کے مقصد نے ہی امیرالمومنینؓ کو باندھ رکھا تھا کہ وہ کوئی ایسی چیز نہ کھاتے تھے جو ریاست کے عام لوگوں کو میسّر نہ ہو۔ اسلامی ریاست میں قحط پڑ گیا، تو امیرالمومنین عمر بن خطابؓ نے گوشت، روغن اور اچھی روٹی کا استعمال ترک کر دیا۔ یہاں تک کہ چہرۂ مبارک کی رنگت متاثر ہو گئی۔ ایک بار عتبہ بن فرقد نے فتح آذربائیجان کی خوشی میں مٹھائی کی دو ٹوکریاں آپ کو ہدیتہً بھجوائیں تو آپؓ نے یہ کہہ کر انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ کہ "ہم کوئی ایسی چیز نہیں کھاتے جو تمام مسلمانوں کے گھروں میں کافی مقدار میں موجود نہ ہو۔" (بلاذری: فتوح البلدان)

فلاحی ریاست کا یہ تصوّر صرف امیرالمومنینؓ تک ہی محدود نہ تھا بلکہ حکومت کے عام کارندے بھی اسی عزم سے سرشار تھے۔ تاریخ کے صفحات میں امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا واقعہ بھی محفوظ ہے کہ آپ نے ایرانی عہدہ داروں کی ضیافت یہ کہہ کر کھانے سے انکار کر دیا تھا کہ

"ابوعبیدہؓ وہی چیزیں کھا سکتا ہے جو سب مسلمانوں کو کھانے کے لئے ملیں۔"

اسلام نے جہاں انسان کی روحانی، اخلاقی، سیاسی، سماجی، تہذیبی اور ثقافتی زندگی کے لیے اصول متعین کیے ہیں، وہاں معاشی زندگی کی تشکیل و تعبیر کے لیے بھی واضح خطوط اور اٹل اصول پیش کیے ہیں۔ ان اصولوں کی روشنی میں کسی بھی معاشرے کے لیے اس کی ضروریات کے مطابق اقتصادی نظام وضع کیا جا سکتا ہے لیکن ان اصولوں کو بدلتے ہوئے حالات کے مطابق یا جغرافیائی یا زمانی و مکانی تبدیلیوں کے زیر اثر بدلا نہیں جا سکتا۔ اسلام کے یہ اقتصادی اصول معاشی مسائل سے نمٹنے کے لیے جو راستہ متعین کرتے ہیں۔ وہ نورِ ہدایت سے منوّر، عادلانہ، متوازن فطری اور سیدھا راستہ ہے۔ یہ راستہ متعین کرتے وقت ذاتِ باری تعالیٰ نے انسان کی بشری ضروریات اور کمزوریوں کو ملحوظ رکھا ہے — اور ان ہی کی روشنی میں انسان کی معاشی سرگرمیوں کو صحیح رُخ پر چلانے کے لیے یہ واضح اصول بیان کیے ہیں۔

اسلام نے انسان کو رزق حلال کی تلاش اور جائز ضروریات پوری کرنے کے لیے پیدائشِ دولت کی اجازت دی ہے لیکن اسے اخلاقی بلندی اور شرفِ انسانی سے گر کر معاشی حیوان بننے سے منع کیا ہے۔

اسلام کسبِ معاش کو جائز قرار دیتا ہے لیکن معاشی انسان کے وجود کو ناپسند کرتا ہے — اسلام دولت پر خدائے وحدہٗ کی ملکیّت کا قائل ہے اور دولت کی مختلف شکلوں پر قابض افراد کو ثانوی ملکیت کا حامل قرار دیتا ہے۔ ثانوی ملکیّت کے حامل یہ افراد اپنی زیرِ ملکیّت اشیاء کو استعمال تو کر سکتے ہیں لیکن مالکِ ارض و سماء اور خالقِ کائنات کی مرضی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق —

اسلام قدرتی وسائل دولت پر فردِ واحد کی ملکیّت کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ دولت کے قدرتی سرچشموں کو اجتماعی ملکیّت میں دیتا

ہے اور ہر فرد کو ان سے مستفید ہونے کی اجازت دیتا ہے۔

اسلام فطری مساوات کا قائل ہے کہ انسان ہونے کے ناطے سب لوگ برابر ہیں۔ اور وسائلِ دولت تک رسائی کے ضمن میں مساوی حقوق رکھتے ہیں لیکن ان کی جسمانی یا ذہنی صلاحیتوں میں جو فرق خدائے تعالیٰ نے رکھا ہے وہ اپنی جگہ برقرار ہے اس لیے جو شخص جتنی صلاحیت رکھتا ہے وہ اتنی ہی دولت پیدا کر سکتا ہے۔ اسلام غیر فطری مساوات کا قائل نہیں کہ کام کوئی کم کرے اور کوئی زیادہ اور ــــ پھل سب میں مساوی تقسیم ہو۔

اسلام افراد کو اجازت دیتا ہے کہ وہ جو کاروبار یا پیشہ چاہیں اپنالیں لیکن بعض ممنوعات بھی پیش کرتا ہے۔ کسی بھی شخص کو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ حدود سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

اسلام سود کا سب سے بڑا دشمن ہے کیونکہ یہ مزدور کے خون پسینے کو اشرفیوں میں ڈھال کر سرمایہ دار کی عیش و عشرت کا ذریعہ بنتا ہے۔ جب اسلام نے سود ہی ختم کر دیا تو سرمایہ دار کے وجود کی اجازت کیسے دے سکتا ہے کیونکہ سرمایہ دار تو ہے ہی سو فی صد سود کی تخلیق !!!

اسلام جائیداد کے حق کو تسلیم کرتا ہے اور جائیداد بنانے کی اجازت دیتا ہے لیکن اس کام کو پسندیدہ اور مستحسن قرار نہیں دیتا بلکہ دنیا میں دل لگانے کی بجائے طاعت و احسان کے ذریعے آخرت سدھارنے پر زور دیتا ہے۔ اسلام افراد کو انفرادی ملکیت کا حق دیتا ہے لیکن دولت پر سانپ بن کر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ دولت کی زیادہ سے زیادہ رضاکارانہ تقسیم کی کوشش کرتا ہے اور اس سلسلے میں جنت کی خوشخبری، عذاب جہنم سے بچنے کی نوید، حقیقی کامیابی اور رضائے الٰہی کے حصول جیسے محرکات، پیش کرتا ہے۔

اسلام تقسیم دولت کی خاطر وراثت کا نہایت وقیع نظام پیش کرتا ہے۔ وراثت کا یہ نظام دولت کی وسیع تر گردش میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسلام افراد کے لیے منافع کا محرک پیش کرتا ہے کہ یہ محرک ہی اقتصادی زندگی کی روح ہے۔ لیکن اس محرک کو مختلف حدود و قیود کا پابند بھی کرتا ہے۔ کسی صورت میں بھی خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی ــــ اسلام بغیر محنت کی کمائی یا غیر کسبی آمدنی کو ناپسند کرتا ہے اور ہر انسان کو تلقین کرتا ہے کہ اپنے زورِ بازو سے کام لے کر اپنے لیے نانِ جویں مہیا کرے۔ اور کسی دوسرے پر معاشرے پر بوجھ نہ بنے۔ **لیکن اس کے ساتھ ہی معذور افراد کو قومی دولت میں سے ان کا جائز حصہ دیتا ہے۔ ان کی کفالت کرتا ہے، اور ان کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔**

اسلام آجر اور مزدور کے درمیان صحت مند تعلقات پیدا کرتا ہے اور انھیں اخوت، دوستی اور بھائی چارے کی فضا فراہم کرتا ہے اور طبقاتی کشمکش پیدا نہیں ہونے دیتا ــــ اسلام افراد کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنی حلال آمدنی کو جہاں چاہیں خرچ کریں لیکن خالق کائنات اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی اور نہ اسراف و تبذیر کر کے شیطان کو خوش کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی قومی دولت ضائع کی جا سکتی ہے۔

اسلام انفرادی مفاد پر اجتماعی مفاد کو ترجیح دیتا ہے اور اس ضمن میں کسی بھی صنعت کو قومی ملکیت میں لینے یا کسی بھی سطح پر اقتصادی منصوبہ کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام پیدائش دولت کے میدان میں مسابقت کی اجازت دیتا ہے لیکن اس حد تک کہ کسی خاص شعبے پر فرد واحد یا چند افراد کی اجارہ داری قائم نہ ہو جائے اور یہ کہ اکتساب رزق کے دروازے سب پر کھلے رہیں لیکن مسابقت برائے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بیت اللہ

حافظ نور محمد انور

ساری ملت پر عیاں عظمت ہے بیت اللہ کی
سطوتوں کی انتہا سطوت ہے بیت اللہ کی

اوّلیں گھر ہے خدائے پاک کا یہ پاک گھر
بالیقیں کونین میں شوکت ہے بیت اللہ کی

کیوں نہ حاصل ہو سکوں ہر قلبِ مضطر کو یہاں
سامنے آنکھوں کے جب صورت ہے بیت اللہ کی

حق تعالےٰ نے بنایا مرکزِ ملت اسے
مومنوں کے قلب میں عزت ہے بیت اللہ کی

کر رہے ہیں طوفِ کعبہ صدقِ دل سے زائرین
اللہ اللہ کس قدر رفعت ہے بیت اللہ کی

سنگِ اسود، ملتزم، عرفات، زم زم اور منیٰ
ایک اِک سرتا بپا برکت ہے بیت اللہ کی

کیوں نہ ہو بیتاب وہ اس کی زیارت کے لئے
جس کے دل میں موجزن الفت ہے بیت اللہ کی

وہ بشر ہیں کس قدر دنیا میں انور خوش نصیب
جن کے سر پر سایہ کُن رحمت ہے بیت اللہ کی

بنات اسلام

مسلمان خواتین کا جذبۂ ایثار

مولانا عبد الرحمٰن سنگرامی

(قسط اول)
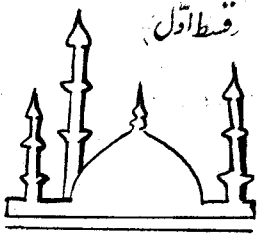
• جگرگوشہ کی نذر • صبر و تحمل کی مثال • خدا پر سب کچھ قربان

• عظیم الشان ایثار • صحت پر خدا کی جزا کو ترجیح • نبیؐ کی مدافعت

جس طرح تمام خصائص میں جو قرونِ اولیٰ کے مقدس نفوس میں موجود تھے عورتیں مردوں کے ہم پلّہ تھیں، اسی طرح ایثار کے وصف میں بھی ان کا قدم پیچھے نہیں ہٹا۔ یہ وصف اس عہد کی خصوصیات میں ہے۔ قرآن مجید میں اسی طرف اشارہ ہے (وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) وہ لوگ ایثار کرتے ہیں۔ اگرچہ انھیں کسی قسم کی اذیت ہی کیوں نہ ہو۔

جگرگوشہ کی نذر

اس راہ میں صنف نازک نے بعض وہ دشوار منزلیں طے کی ہیں جس کی نذیر مردوں میں بہ مشکل مل سکتی ہے، اولاد کی محبت کے لیے عورتیں مشہور ہیں، لیکن داعیٔ اسلام اور اپنے سچے مذہب کیلئے انھوں نے اپنی اولاد کو بڑی فراخدلی کے ساتھ نذر کیا۔ اُمّ سلیم رضؓ نہایت تنگدست تھیں۔ جب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہجرت فرما کر مدینۂ منورہ تشریف لائے تو ہر شخص نے بقدر وسعت خدمت اقدس میں تحائف پیش کیے۔ کیونکہ یہ دن ان کے لیے بڑی مسرّت اور شادمانی کا تھا اور دنیا کی سب سے بہتر اور بڑی نعمت ان کی سرزمین پر ظاہر ہوئی تھی اور رسالت کا آفتاب مدینہ کی گھاٹیوں میں طلوع ہوا تھا، یہی وہ مبارک دن ہے، جب کہ تمام مدینہ فرطِ مسرت سے حضورؐ کے استقبال کو اُمنڈ آیا تھا، لڑکیاں جھوم جھوم کر پڑھتی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

(ثنیۂ وداع سے آج بدر طلوع ہوا جس کا شکریہ ہم سب پر واجب ہے)

بہرحال اُمّ سلیم رضؓ بھی کوئی تحفہ پیش کرنا چاہتی تھیں لیکن تنگدستی سے مجبور تھیں۔ بالآخر اپنے صغیر السن بیٹے انس رضؓ کو لا کر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سپرد کر دیا کہ اس کو نذر کرتی ہوں خدمت میں رکھیئے، اس کی درازیٔ عمر و کثرت مال کی دُعا

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ (الحدیث)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں کی نافرمانی حرام کر دی ہے!!

کیجئے۔ حضورؐ نے آپ کا یہ تحفہ بطیب خاطر قبول فرما لیا اور حضرت انس رضؓ کے لیے دُعا فرمائی۔ حضرت انس رضؓ وہی ہیں جنھوں نے دس برس تک حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کی خدمت کی اور ایک سو تین برس تک زندہ رہے۔ حضرت عمر رضؓ کے عہد خلافت میں بصرہ کی حکومت پر فائز ہوتے کیا مذہب کے لیے اس سے بھی زیادہ ایثار کی ضرورت ہے کہ ایک غریب عورت نے اپنے جگر گوشہ اور لختِ دل کو داعیٔ اسلام کے نذر کر دیا۔

صبر و تحمل کی مثال

معازی آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم میں یوم اُحد کو ایک خاص شہرت حاصل ہے یہ جنگ مختلف حیثیتوں سے مسلمانوں کے لیے ایک بڑی آزمائش تھی، مسلمانوں کے مشہور سردار اور عرب کے نامی پہلوان حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس جنگ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ہندہ بنت عتبہ کے غلام وحشی نے انھیں نیزہ مار کر شہید کیا اور اسی نے مسیلمہ کذّاب کو ہتہ تیغ کیا۔ اس کا یہ فقرہ بہت مشہور ہے کہ میں نے ایک ایسے شخص کو شہید کیا، جو سب سے بہتر تھا اور یمامہ کی لڑائی میں اس کو قتل کیا جو بدترین خلائق تھا۔ ہندہ بنت عتبہ نے سید الشہداء کا مثلہ کیا یعنی کلیجہ کو چبایا اور مختلف اعضا کو بدن سے جدا کیا، ایسا غم انگیز اور حسرت افزا، عالم تھا کہ انسان اس میں بے اختیاری سے بے اختیار ہو جاتا۔ آپ نے فرما دیا تھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (آپ کی پھوپھی) لاش دیکھنے نہ آئیں ورنہ اُن سے ضبط مشکل سے ہوگا۔

جب حضرتِ صفیہ کو خبر ہوئی اور وہ اپنے بھائی کی لاش دیکھنے آئیں تو ان کے بیٹے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابیٔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلّم) نے ارشاد نبوی سنایا تو حضرتِ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ کیا گیا ہے۔ مجھے کیوں روکتے ہو حالانکہ کسی شخص کا خدا کی راہ میں اس طرح سے قربان ہو جانا معمولی بات ہے۔

اگر اس زمانہ کی عورتیں ہوتیں تو شور و شیون نالہ و فریاد سے آسمان چھلنی کر دیتیں لیکن اس شیر دل خاتون کی جبین پر بل بھی نہ آیا۔ اسلام کی شان ہی یہ ہے کہ راہِ خدا میں جو مصیبت و اذیّت دی جائے اسے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر لیا جائے۔

(باقی آئندہ)

عیسائیت کا بانی کون ہے ؟

قلم این جا رسید و سر بشکست

(پادری جلال الدین بی ، اے)

"بائیبل سے قرآن تک" کے شروع میں احقر نے ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے جس میں عیسائیت کا مفصل تعارف کرانے کے بعد دلائل و شواہد سے ثابت کیا ہے کہ موجودہ عیسائیت کا بانی پولس ہے اور اس کا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس بحث کا تھوڑا سا حصہ "البلاغ" میں شائع ہو چکا ہے ـــ لکھنؤ (بھارت) سے عیسائی حضرات کا ایک سہ ماہی مجلہ "ہما" نکلتا ہے، جس کے اغراض و مقاصد میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ "مسلم علماء کو مسیحی موضوعات پر تحقیقی اور مذہبی مقالے لکھنے اور شائع کرنے کی دعوت دینا" اسی وجہ سے میں نے اس مجلہ کے مدیر محترم سے فرمائش کی تھی کہ وہ میرا مقالہ اپنے مجلہ میں شائع فرمائیں تاکہ وہ مسیحی اہل علم کی نظر سے گذر سکے۔ چنانچہ انہوں نے میرے اس مقالہ کا کچھ حصہ "عیسائیت کا بانی کون ہے ؟" کے عنوان سے جنوری، مارچ ۱۹۶۹ء کے شمارے میں شائع کیا۔ جو حصہ "ہما" میں شائع ہوا ہے وہ میرے مقالے کا بمشکل پانچواں حصہ ہوگا۔ جس میں بحث کا ایک چھوٹا سا حصہ آیا ہے۔ میرے اس مضمون پر پادری جلال الدین صاحب نے مسیحی مجلہ "نور افشاں" سہارنپور میں مختصر تبصرہ کیا ہے۔ جس میں میرے مضمون کو مسیحی دنیا کے لئے ایک چیلنج "قرار دے کر مسیحی علماء کو اس کا جواب دینے پر آمادہ کیا گیا ہے۔ یہ تبصرہ قارئین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں بلا تبصرہ پیش خدمت ہے۔ جن حضرات نے میرا مقالہ پڑھا ہے وہ براہِ کرم اسے بھی پڑھیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ کیا اس میں میری کسی دلیل کا کوئی جواب موجود ہے ؟

ہنری مارٹن اسکول آف اسلامکس کا سہ سالہ مجلہ ہما (لکھنؤ) بابت جنوری، فروری، مارچ ۱۹۶۹ء صفحات ۳۹-۴۶ میں تمام مسیحی دنیا کے لئے اس عنوان سے کہ عیسائیت کا بانی کون ہے ؟ یہ چیلنج لے کر آیا ہے (۱) اناجیل میں تثلیث کا اور یسوع مسیح کی الوہیت کا اشارہ نہیں۔ (۲) یوحنا کی انجیل میں یسوع مسیح کی الوہیت کا اشارہ ہے مگر یہ انجیل مسیحی علماء نے غیر مستند قرار دے دی ہوئی ہے۔ اس کی دلیل کے لئے صاحب مضمون جناب محمد تقی عثمانی نے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا اور جناب پادری برکت اللہ صاحب کی تصنیف "قدامت و صحت اناجیل اربعہ" سے اقتباس لفظ بہ لفظ پیش کئے ہیں جو اس طرح ہیں ؛

"جو لوگ یوحنا کی انجیل پر تنقید کرتے ہیں" ان کے حق میں ایک مثبت شہادت یہ ہے کہ ایشیائے کوچک میں عیسائیوں کا ایک گروہ ایسا موجود تھا جو ۱۶۵ء کے لگ بھگ چوتھی انجیل کو یوحنا کی تصنیف ماننے سے انکار کرتا تھا" وغیرہ۔

جناب پادری برکت اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ :

"ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ روایت کہ انجیل چہارم یوحنا رسول ابن زبدی کی تصنیف ہے صحیح نہیں ہو سکتی" (ص ۱۴۱ ج ۲) پھر "حق تو یہ ہے کہ اب علماء اس نظریہ کو بے چون و چرا تسلیم کر لینے کے لئے تیار نہیں کہ انجیل چہارم کا مصنف مقدس یوحنا بن زبدی رسول تھا اور (عام طور پر نقاد اس نظریہ کے خلاف نظر آتے ہیں"۔ (ص ۱۴۱ ج ۲)

جناب تقی نے نہایت سنجیدہ طرز سے عام فہم زبان میں اپنا نظریہ بشہادت و بدلائل پیش کیا ہے اور گواہی کے لئے تواریخ کلیسا سے مسیحی علماء کو گواہوں کے کٹہرے میں پیش کیا ہے۔ اب مسیحی علماء اور کلیسا کے ایمانداروں کا فرض ہے کہ یسوع مسیح کی الوہیت اور تثلیث پہلی تین اناجیل سے یسوع مسیح کی تعلیم اور مصنفوں کی عبارت سے ثابت کریں۔

جناب تقی نے لکھا ہے کہ متی ۲۳ : ۸-۱۰ میں اور بعض دوسرے مقامات پر الفاظ ربی اور خداوند۔ استاد اور ہادی کے معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں نہ کہ معبود اور اللہ کے معنوں

ہیں۔ (جلال الدین رپورٹ ۲۰ فروری ۱۹۶۹ء)

کچھ ہم کہیں کچھ آپ کہیں

تقی صاحب نے بہت دلچسپ سوال اٹھایا ہے کہ عیسائیت کا بانی کون ہے ؟

تقی صاحب محقق ہیں، سچائی کی تلاش میں ہیں۔ ہر انسان حق کا متلاشی ہے۔ مقدس پطرس جماعت کے دروازے پر کھڑا تھا تو بھی جماعت کمرے کے اندر پطرس! پطرس پکار رہی تھی ـــ پطرس کہتا تھا دروازہ کھولو اور دیکھ لو۔ لفظ پطرس جو تمہاری زبانوں کا ورد ہے تمہارے دروازے پر مجسم جیتا جاگتا کھڑا ہے۔ اسی طرح انسان اول روز سے حق کا متلاشی ہے، حق کو پکارتا ہے اور حق کو دیکھنا چاہتا ہے۔ انسان حق کے بغیر نہیں چل سکتا۔ حق انسان کی زندگی ہے، دین ہے، ایمان ہے۔ انسان کی اس حسرت اور ہجر کی تصویر کچھ اس طرح کی ہے ؎

ہائے کس شوخ نے کی مجھ سے شرارت
لکھا ہے میرے در پہ تیرا گھر نہیں ملتا

حنوک، نوح اور ابراہام نے حق پا لیا اور حق کے ساتھ ساتھ چلتے رہے ـــ مومن شاگردوں نے حق پا لیا اور حق کے پیچھے چلتے رہے۔ بعض حق کو پاکر ایسے بے خود ہوئے کہ اناالحق اور آہم برہم کا مستانہ نعرہ لگا دیا ہے۔ زمانہ ان تینوں حالتوں کے انسانوں سے خوش نہ ہوا کسی کو آگ میں ڈال دیا کوئی آرے سے چیرا گیا، کوئی جیل میں بند رہا اور کوئی صلیب پر الٹا لٹکا دیا گیا۔

ہاں! تو جو کچھ ہم کہتے ہیں کچھ آپ کہئے۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ چوتھی انجیل کا برگزیدہ مصنف یوحنا بن زبدی ہے۔ کیوں ؟

۱۔ یوحنا بن زبدی شروع سے آخر تک شاید تین سال سے بھی زیادہ عرصہ یسوع مسیح کے ساتھ رہا۔ کم از کم تین سال تو ضرور رات دن ساتھ ساتھ رہا۔

۲۔ یسوع مسیح کی تعلیم سنی اور قبول کی۔

۳۔ یسوع مسیح کے خاص اندرونی حلقہ کے شاگردوں میں سے ایک تھا۔

۴۔ یسوع مسیح کو بہت قریب سے دیکھا اور پہچانا۔

۵۔ یسوع مسیح کو اس پر بھروسہ تھا وہ یسوع مسیح کا پورا شاگرد تھا۔

۶۔ لوقا جو شاگرد نہ تھا تحقیقات سے

بھی وہ کچھ نہ جان سکا۔ جو یوحنّا کے علم اور تجربہ میں آچکا تھا۔

۷۔ اس نے عقیدت، محبت اور ایمان کے جوش میں انجیل لکھی۔

غور فرمائیے:۔

(۱)

۱۔ متی $\frac{4}{21}$ زبدی کے بیٹے یعقوب اور اس کے بھائی کو دیکھا۔ ان کو بلایا۔ وہ فوراً اس کے پیچھے ہو لئے۔

۲۔ لُوقا $\frac{5}{10}$ زبدی کے بیٹے اور یوحنّا جو شمعون کے ساتھ تھے مچھلیوں کی کثرت کے سبب حیران ہوئے

۳۔ مُرقُس $\frac{1}{29}$ وہ یسوع، یعقوب اور یوحنّا کے ساتھ شمعون اور اندریاس کے گھر آئے۔

۴۔ مُرقس $\frac{5}{37}$ پھر اس (یسوع) نے پطرس اور یعقوب اور یوحنّا کے سوا کسی کو اپنے ساتھ (اندر) جانے کی اجازت نہ دی۔

۵۔ متّی $\frac{17}{1}$ چھ دن کے بعد یسوع نے پطرس، یعقوب اور یوحنّا کو ساتھ لیا اور ایک اونچے پہاڑ پر لے گیا۔

۶۔ لوقا $\frac{9}{49}$ یوحنّا نے کہا ہم نے تیرے نام سے ایک شخص کو بدروحیں نکالتے دیکھا اور اس کو منع کرنے لگے۔ یسوع نے کہا منع نہ کرنا جو ہمارے خلاف نہیں ہمارے ساتھ ہے۔

یوحنّا $\frac{13}{23}$ مصنف اپنا نام نہیں لکھتا مگر انکسار سے یسوع کے ساتھ اپنی قرابت اس طرح بیان کرتا ہے کہ اس کے شاگردوں میں سے ایک شخص جس سے یسوع محبت رکھتا تھا۔ یسوع کے سینے کی طرف جُھکا ہُوا کھانے پر بیٹھا تھا۔

مرقس $\frac{14}{33}$ گتسمنی میں پطرس، یعقوب اور یوحنا کو ساتھ لے کر نہایت حیران اور بے قرار ہونے لگا۔

یوحنّا $\frac{19}{26}$ اس شاگرد کو جس سے محبت رکھتا تھا کہا دیکھ تیری ماں۔ ماں سے کہا دیکھ تیرا بیٹا جانشین۔

یوحنّا $\frac{20}{2}$ مریم مگدلینی شمعون، پطرس اور جس سے یسوع محبت رکھتا تھا گئی اور کہا خداوند کو قبر سے نکال لے گئے۔

یوحنّا $\frac{21}{7}$ اس شاگرد نے جس سے یسوع محبت رکھتا تھا کہا۔ یہ تو مسیح ہے (صرف یوحنّا نے پہچانا)

یوحنّا $\frac{21}{21}$ پطرس نے یسوع سے پوچھا تیرے بعد اس (یوحنّا) کا کیا حال ہوگا۔

اعمال $\frac{1}{13}$ شاگرد اس بالا خانہ پر چڑھے جس میں پطرس، یعقوب اور یوحنّا رہتے تھے۔

اعمال $\frac{3}{1}$ پطرس اور یوحنّا دعا کے لئے تیسرے پہر ہیکل کو جا رہے تھے۔

اعمال $\frac{8}{14}$ شاگردوں نے پطرس اور یوحنّا کو سامریوں کے پاس بھیجا۔

گلیتوں $\frac{2}{9}$ یعقوب کیفا اور یوحنّا کلیسا کے رُکن تھے۔

مکاشفہ $\frac{1}{9}$ میں یوحنّا تمہارا بھائی یسوع کی مصیبت اور بادشاہی اور صبر میں تمہارا شریک، گواہی کے سبب پتمس میں قید ہوں۔

مکاشفہ $\frac{10}{11}$ مجھے کہا گیا (یوحنّا کو) کہ تجھے بہت سی امتوں قوموں اہل زبان اور بادشاہوں پر پھر نبوت کرنا ضرور ہے۔

(۲)

یوحنّا کی خالص صفات ملاحظہ فرمائیے:۔

۱۔ مرقس $\frac{3}{17}$ زبدی کا بیٹا یعقوب اور اس کا بھائی یوحنّا جس کا نام بُوانرگس یعنی گرج کے بیٹے رکھا (یعنی قوت سے بھرپور)

۲۔ مرقس $\frac{9}{38}$ یوحنّا نے کہا، اے استاد! ہم نے ایک شخص کو تیرے نام سے بدروحوں کو نکالتے دیکھا اور اسے منع کرنے لگے۔ (غیرت کی انتہا۔ آپے سے باہر ہو گیا)

۳۔ لوقا $\frac{9}{54}$ یوحنّا اور یعقوب نے کہا۔ اے خداوند! کیا تُو چاہتا ہے کہ ہم حکم دیں کہ آسمان سے آگ نازل ہو کر ان کو بھسم کر دے (غیرت کا طیش استاد کے لئے غیرت) یا یہ رہیں یا ہم۔ تیرے کہنے سے بہت سی مچھلیاں جال میں آئیں اور قدرت کی طاقتوں پر تیرا اختیار دیکھا جب تو نے طوفان تھما دیا اب تیری قدرت آگ ہمارا حکم مان لے گی۔ ہمارا ایمان ہے)

۴۔ مرقس $\frac{10}{35}$ - ۳۷ زبدی کے بیٹوں نے اس سے کہا ہم چاہتے ہیں کہ تیرے جلال میں ایک تیرے دائیں اور ایک تیرے بائیں ہاتھ بیٹھے (بلند خیالی، ہمیشہ تک استاد کے ساتھ رہنے کا شوق)

(۳)

تینوں خطوں اور مکاشفہ کی طرح یوحنّا کی انجیل میں محبت، نور اور سچائی ہمہ گیر اور افضل ہیں اور یسوع مسیح نجات ہے۔

(۴)

لفظ خداوند کے لفظی معنی ہے استاد۔ مگر پرانے عہدنامہ میں اس کے لئے لفظ اَدُونائے آیا ہے عبرانی زبان کا یہ لفظ یہودی مذہب کے خاص لفظ (یہوداہ) کی جگہ بولا جاتا تھا۔ لفظ یا وہ اسم اعظم تھا جسے کوئی یہودی زبان پر نہ لاتا تھا اسے بے حد پاک جانتے تھے ایسا کہ گنہگار انسان کو ناپاک ہونٹوں سے یہ لفظ ادا کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اس کی جگہ لفظ اَدونائے بولا جاتا تھا جس کے معنی ہیں قادرِ مطلق۔ ایسی قدرت کا مالک کہ جو چاہے کر دے۔ جب پرانے عہدنامہ کو ستّر اکابر علماء نے یونانی زبان میں ترجمہ کیا۔ ادونائے کے لئے یونانی زبان کا لفظ کوریاس ملا۔ وہی استعمال کر لیا۔ اس طرح کوریاس ایک اصطلاح بن گیا۔ جو عام طور پر صاحب سرکار، جناب اور حضور کے معنی رکھتا ہے — چنانچہ خداوند کے وقت میں یہ لفظ تمام معنوں میں اور خاص معنوں میں بھی استعمال ہوتا تھا۔ اسی لئے اردو زبان میں اس کا ترجمہ صاحب، استاد اور خداوند کیا گیا ہے۔

متی $\frac{17}{4}$ پطرس نے یسوع سے کہا اے خداوند! ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے۔

(۵)

یوحنا $\frac{21}{24}$ یہ وہی شاگرد ہے جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے اور جس نے ان کو لکھا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے۔

یوحنّا $\frac{21}{25}$ اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے۔ اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں ان کے لئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی۔

یہ عبارت یوحنا کی انجیل کی آخری عبارت ہے۔ آپ بتائیے کہ ایسی زبردست بات، ناواقف یا کم واقف یا سُن کر بیان کرنے والا کس طرح کہہ سکتا ہے یا لکھ سکتا ہے۔ یہ بات اس نے کہی ہے

جو جانتا ہے جو چشم دید گواہ ہے اور ذاتی علم رکھتا ہے ۔ اس لئے اس کی گواہی سچی ہے ۔ خداوند کی خدمت اور ۳۳ سالہ زندگی میں ایسی ایسی باریک تفصیل کی فوق الانسان اور فوق الفطرت باتیں تھیں جن کے بیان کے لئے انسان کی ناقص زبان اور ناکامل عاجز قوت آج بھی کافی نہیں ہے اس کی دلیل ہمارے پلپٹ اور مسیحی پرچے ہیں ۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک لطیف مفہوم بیان کرنے کے لئے لفظوں کی کمی اور بیان کی کمزوری کے باعث پلپٹ سے آئیں بائیں شائیں اور تشنج کی حالت کا مظاہرہ ہوتا ہے اس پر بھی تقریباً اکثر اہل پلپٹ کو اپنے اوپر تیس مار خاں الواعظین کا گمان رہتا ہے ۔ مگر چوتھی انجیل کے مصنف یوحنّا بن زبدی نے کیسی عاجزی سے اپنی انسانی کمزوری کا اعتراف کر لیا ہے کہ انسان کی زبان علم اور قلم میں یارہ اور تاب نہیں کہ خداوند یسوع مسیح کی مکمل تعلیم اور معجزوں کو لفظوں میں بند کر سکے ۔

(۶)

چوتھی انجیل کے مصنف کے بارے میں سب سے پہلے کلیسا ہی نے اعتراض کیا ہے کیوں ؟ اس قسم کے اعتراض کر کے کلیسا نے جواب مہیا کرنے کے لئے جان اور مال لٹا دیا اور سالہا سال کی محنت اور کاوش کے بعد معقول تسلی بخش جواب پا لیا اور زمانے کے روبرو پیش کر دیا تاکہ کلام کسی واقعہ، عبارت، بیان اور مفہوم کے متعلق جماعت کو ذرّہ برابر بھی شک نہ رہ جائے پولس جیسے جیّد عالم نے اپنی اس انسانی کمزوری کا اعتراف کر لیا اور کہا کہ ہمارا علم ناقص اور ہماری سمجھ لاہوتی امور کے سامنے ناتمام ہے ۔

مسیحی عالموں نے اعتراض اٹھایا کہ مصر میں بنی اسرائیل نے غلامی کے زمانہ میں جو رعمیس اور پتوم دو گاؤں بائبل کہتی ہے آباد کئے تھے ان کے آثار اور کھنڈرات کہیں موجود نہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ بائبل کا یہ بیان محض قیاسی ہے یہ کہہ کر علماء کا لاؤ لشکر بغل میں بائبل اور ہاتھ میں پھاوڑے اور تسلے لے کر مصر پہنچا ۔ کھدائی شروع کر دی ۔ کئی سال کی محنت شاقہ اور لاکھوں روپیہ کے خرچ کا نتیجہ نکلا ۔ سطح زمین سے ۴۰ فٹ نیچے ان

دو شہروں کے کھنڈرات نکل آئے جن میں بنیادوں کی اینٹوں میں بھس کے نشان تھے اور دیواروں کے اوپر کے حصّہ کی اینٹوں میں بھس کی بجائے باریک پتی اور درختوں کے پتوں کے نشان تھے ساتھ ہی یوسف کے بنائے ہوئے اناج کے انبار خانے بھی نکل آئے ۔ اسی طرح رود بار انگلستان اور اٹلی کے نیچے بحیرہ روم میں ایمانداروں نے وہیل اور شارک قسم کی بڑی مچھلیوں کا شکار بن کر ثابت کر دیا کہ یوناہ نبی اور وہیل کا بیان بائبل نے درست بتایا ہے ۔ یہی نہیں اعمال کی کتاب کی زبان پر اعتراض کیا کہ جس یونانی زبان کے لفظ کا ترجمہ صوبیدار کیا گیا ہے وہ لفظ انجیل کی تصنیف کے ایام میں رائج نہ تھا اور جواب کے لئے یروشلم کی ہیکل کے قریب جہاں رومی دستہ منا چھاؤنی بنا کر شہر میں نقط امن کی غرض سے رہتا کھدائی کی گئی دستہ منا کی مہر مل گئی اور ایک مہر یونانی زبان کا لفظ سنٹورین بھی مل گیا جس کا ترجمہ صوبے دار ہے ۔

(۷)

جناب تقی سے بات کرنے کے بعد ہم مسیحی معترضین سے سوال کرتے ہیں ۔ کہ مقدس یوحنا زبدی کی زندگی میں اور اس کے ساٹھ ستر سال بعد چوتھی انجیل پر کسی نے اعتراض نہ اٹھایا ۔ کیا وہ معترضین کے لئے نوٹ چھوڑ گئے تھے کہ ما نہ کردیم شما بکنید ؛ اور پھر جب مسیحی علماء نے چوتھی انجیل کو یوحنّا کی انجیل تسلیم کر کے اسے نئے عہدنامہ کی کتابوں میں شامل کر لیا تو کیا باقی کتابوں کی طرح دیکھ بھال کر کے نہ کیا تھا ۔ کیا ان کو اس کے غیر مستند یعنی غیر الہامی ہونے کا سراغ نہ ملا تھا ۔ یہ عام کتاب نہیں الہامی کتاب ہے جو روح القدس کے اثر سے لکھی گئی ۔ اس میں اور مقدس یوحنا کی دیگر تصانیف میں محبت ، نور ، زندگی اور مسیح کی الوہیت ما بہ الاشتراک ہیں اگر کسی میں ایک مضمون زیادہ یا کم ہے تو یہ ضد نہیں ہے ایک نے وہ مضمون لکھ دیا کافی ہے ۔ یہ چار انجیل مل کر ایک انجیل ہیں ۔ ان کا کمال اشتراک اور تعاون ہی میں ہے ۔

❁

(بقیہ)

اسلام کے اقتصادی مسائل

مسابقت کو جو بالآخر اجارہ داری قائم کرنے کا ذریعہ ہو ، ممنوع قرار دیتا ہے ۔

اسلام اجارہ داری کو ناپسندیدہ خیال کرتا ہے اور تمام افراد کو وسائل دولت سے مستفید ہونے کے یکساں مواقع فراہم کرنے کا قائل ہے ۔ اسلام فلاحی ، ریاست کا تصوّر پیش کرتا ہے جس میں افراد کی بنیادی ضروریات ریاست اور ریاست کے وسیلے سے حکومت پر عائد ہوتی ہے ۔

محبوب خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم ، خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مختصر اور مبارک دور اسلام کے پیش کردہ ان اقتصادی اصولوں پر حاوی تھا ۔

آہ وہ مردان حق ! وہ عربی شہسوار
حامل خلق عظیم ، صاحب صدق و یقین
جن کی حکومت سے ہے فاش یہ رمز غریب
سلطنت اہل دل فقر ہے شاہی نہیں

یہی وہ اقتصادی اصول ہیں جو افراط و تفریط اور انتہا پسندیوں کے درمیان ایک سیدھے راستے کی نشان دہی کرتے ہیں ۔ یہی وہ اقتصادی اصول ہیں جن کے تحت وضع کردہ معاشی نظام دنیوی اور اخروی کامیابیوں کا ضامن ہے ۔ یہی وہ اقتصادی اصول ہیں جو انسان کو ' معاشی انسان ' یا ' مادّی حیوان ' کے درجے سے بلند کر کے شرف انسانی سے مشرف کرتے ہیں ، یہی وہ اقتصادی اصول ہیں جو نہ تو انسان کو غربت و افلاس کے قعر مذلت میں گراتے ہیں اور اسے سرکشی اور عصیان و طغیان کا راستہ دکھاتے ہیں ۔ یہی وہ اقتصادی اصول ہیں جو خالق و رازق نے محسن انسانیت کے ذریعے ہم تک پہنچائے ہیں ۔

عناصر اس کے ہیں روح القدس کا ذوق جمال
عجم کا حسن طبیعت ، عرب کا سوز دروں

(مرتبہ: محمد عثمان غنی)

(۱۰)

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط یہ سارے کے سارے چل رہے ہیں ایک اجلِ مسمّیٰ تک - یعنی ان کا ایک وقت ہے - ابھی ان کی چابی ختم نہیں ہوئی ہے - جب چابی ختم ہو جائے گی تو پھر کوئی چابی نہیں دے سکے گا، یہ چل رہے ہیں - سورج بھی چل رہا ہے، چاند بھی چل رہا ہے - کبھی چاند میں پٹرول ڈالا گیا؟ کبھی وارنش کی گئی؟ کبھی سورج میں پٹرول ڈالا گیا؟ کبھی وہاں پر کوئی کوئلہ وغیرہ ڈالا گیا؟ فرمایا یہ میرے حکم سے چل رہے ہیں اور چلتے رہیں گے —— لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط ایک وقتِ مقرر کے لئے - جب وہ وقت آ جائے گا تو کیا ہوگا؟ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ وَ خَسَفَ الْقَمَرُ ۙ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۙ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ۚ (القیامہ ۷ تا ۱۰)

فرمایا - جب میں چاند اور سورج کو توڑ دوں گا اور تمہاری آنکھیں چکا چوند ہو جائیں گی - چاند اور سورج آپس میں ٹکرا جائیں گے، یہ بے نور ہو جائیں گے، اور سماوی کائنات میں ایک انقلابِ عظیم آ جائے گا تو پھر کیا حال ہوگا؟ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ۚ ہر انسان یہ کہے گا کہ اب میں کہاں بھاگ کر جاؤں؟ اب تو میرے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے - کائنات میں ذرا سا انقلاب آئے انسان ایک سیکنڈ زندہ نہیں رہ سکتا اس کی ساری قوتیں سلب ہو جائیں اس کی ساری (نعوذ باللہ) مصنوعی خدائی کافور ہو جائے - اگر ایک سیکنڈ زلزلہ آتا ہے تو پھر ہمارا کیا حال ہوتا ہے "او جی باہر نکلو، باہر نکلو بھونچال آ گیا ہے، مکان ہل رہا ہے" —— "اندر بیٹھو نا ذرا، ریڈیو بجاؤ" —— نہیں باہر سے پھر چلاتے ہیں - "جلدی کرو جلدی کرو" - "کیوں جی؟" ذرا بریک لگا تو دو اسے تاکہ پتہ تو چلے کہ تم بھی ایک چھوٹے سے "خدا" ہو —— ختم شد —— وہ جو تھا آسٹریلیا کا وزیرِ اعظم اسے اپنے ملک میں مچھلی کھا گئی - کچھ بھی نہ کر سکا - اور کنیڈی بچارا، اور اس کا بھائی، اپنے ملک میں گولیوں کے شکار ہو گئے - ان کو کوئی بچا سکا؟ جب اللہ فیصلہ کرنا چاہے، کوئی طاقت بچا سکتی ہے بھائی؟ کوئی بھی نہیں بچا سکتا، ہم تو سارے مٹی کے ڈھیر ہیں، گوشت کے ہم لاشے ہیں - اگر اللہ کا حکم اس میں ہے تو اس حکم کے ماتحت ہم بولتے بھی ہیں، کھاتے بھی ہیں، پیتے بھی ہیں، چلتے بھی ہیں - جب اس نے کہہ دیا کہ "او ٹانگو! اب تم نہیں چلو گی!" دنیا کی کوئی طاقت ٹانگوں کو نہیں چلا سکتی - اگر وہ کہہ دے کہ "او آنکھو! تم اس بدن میں لگی ہو میرے حکم کے ساتھ - اب میں نور سلب کرتا ہوں" دنیا میں کوئی طاقت نور نہیں دے سکتی - اگر وہ کہہ دے کہ اے کانو! اب تم سننا چھوڑ دو" دنیا کی کوئی طاقت بہرے کو کان نہیں دے سکتی - اگر وہ دل سے کہہ دے کہ "او دل! تجھ پر اس زندگی کا سارا دار و مدار تھا، یہ ساری منزل تجھ پر قائم تھی، یہ عظیم منصوبۂ کائنات تجھ پر قائم تھا، تو کس کے حکم میں ہے؟ تو میرے حکم میں ہے - اب میں تیرے بدن کو دباتا ہوں، تیری حرکت کو میں بند کرتا ہوں" دنیا کی کوئی طاقت دل کو پھر چالو نہیں کر سکتی -

فرمایا - یاد رکھو! سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی، یہ چاند، یہ سورج، یہ زمین، یہ آسمان، یہ ساری کائنات یَجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط یہ ساری کی ساری وقتِ مقرر تک کے لئے چلتی ہے - جب میں ان کا وقت چھین لیتا ہوں تم ان کو پھر وقت نہیں دے سکتے -

میرے بھائیو! چاند سورج تو بڑی بات ہے - اکثر میرے زمیندار بھائی بیٹھے ہیں، آپ میں اکثر زمین داری جانتے بھی ہیں - اب اگر کوئی زمیندار یہ کوشش کرے کہ میں ہل چلا کر، پتہ نہیں کہاں کہاں سے لاؤں گا میں کھاد، اور وہ ڈالوں گا، پانی ڈالوں گا، بند باندھوں گا اور رات کو وہاں پر پہرہ دوں گا، اور میں اب اس اس وقت، جولائی کے مہینے میں، اپنے کھیت سے گندم اگاؤں گا - اُگا سکتا ہے؟ گندم کا جو وقت ہے یَجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط وہ ختم ہو گیا، اب پاکستان میں کوئی طاقت گندم کا ایک خوشہ نہیں بنا سکتی، کوئی طاقت یہ نہیں کر سکتی کہ گندم کے ایک بیج کو اُگا دے، اُس کا جو وقتِ مقرر تھا، وہ اللہ کی طرف سے تھا، اللہ نے اس وقت کو ختم کر دیا - اب کوئی اُسے نہیں اُگا سکتا - یہ تو بڑی آسان سی باتیں ہیں - آج جن پھلوں کا زمانہ ہے، ہم کھاتے ہیں، اور جو پھل ستمبر کے تھے وہ آج اُگ سکتے ہیں؟ نہیں اُگ سکتے، ساری کائنات اجلِ مسمّیٰ پر چلتی ہے - خصوصیت کے ساتھ چاند اور سورج کا ذکر فرمایا - کہ ان دونو کی عبادت کی گئی - سب سے پہلے دنیا میں عبادت کی گئی سورج کی - "فرعون" کا معنی ہی ہے سورج کا پجاری - پہلے سورج کو پوجا گیا - اور سورج کی پرستش آج تک دنیا میں کسی نہ کسی طریقے پر باقی ہے - جیسا کہ میں اکثر اپنے تقریروں میں کہتا رہتا ہوں - اور پھر چاند کی بھی پرستش کی گئی —— حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں قبیلۂ بنو حمیر چاند کو پوجتے تھے - اس لئے قرآن نے کہا - نہ چاند معبود ہے، نہ سورج معبود ہے - چاند بچارا کیا طاقت رکھ سکتا ہے؟ سورج میں کیا طاقت ہے؟ یہ چاند تو میرا مطیع ہے،

میرے بندوں کا مطیع، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ ۝ (القمر۱) حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جبل ابی قبیس پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ کفارِ مکہ نے حضورؐ سے درخواست کی۔ اتمامِ حجت کے طور پر حضورؐ نے فرمایا۔ انہوں نے کہا۔ ہم تب مانیں گے کہ اس چاند کے جو بدرِ منیر ہے، اس کے دو ٹکڑے کر دیجئے۔ حضورؐ نے اپنی انگشتِ مبارک سے اشارہ کیا۔ اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ فرمایا قیامت قریب آ گئی کہ آپؐ آخری نبی ہیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت یوں ملے ہوئے ہیں جیسے دو انگلیاں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، جو خدا نے بھیجنا تھا بھیج دیا۔ نیچے لال روشنائی سے لکیر ڈال دی۔ فہرست ختم ہوگئی۔ جو لوگ اپنا حساب ختم کرتے ہیں تو نیچے سُرخ روشنائی سے لکیر ڈال دیتے ہیں — حضورؐ کے بعد نبوّت ختم، حضورؐ کے بعد رسالت ختم، حضورؐ کے بعد ولائت موجود ہے۔ حضورؐ کے بعد اللہ کے بندوں کی جو روحانی قوتیں ہیں فیض حضورؐ سے مل سکتا ہے، لیکن نبوّت ختم ہے۔ تو حضورؐ نے چاند کو اشارہ کیا۔ اس لئے قرآن نے پہلے کیا فرمایا؟ اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ۔ قیامت قریب آ گئی۔ کہ آخری نبی پیدا ہوگئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ اور یہ جو چاند تھا اس کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ تو چاند مطیع ہے رب العالمین کا۔ وہ کیسے معبود ہو سکتا ہے؟ اور جس نبیٔ کریمؐ نے، موحدِ اعظمؐ نے دنیا میں توحید کا سبق دیا، اشارہ فرما دیا کہ یہ کائناتِ سماوی بھی انسان کی مطیع ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزۂ شق القمر حاصل ہوا۔ معجزات پر ایمان، ایمان کی جڑ ہے۔ یاد رکھیں۔ نبی کو یونہی مان لینا کہ جی ہم نبی کو مانتے ہیں اور حضورؐ کی اقدار کو نہ مانے، حضورؐ کی توقیر نہ کرے، معجزات کو نہ مانے، معجزات پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جس طرح کہ نبوّت پر ایمان لانا ضروری ہے اور معجزہ فرق ہوتا ہے سچّے اور جھوٹے نبی کے درمیان، ورنہ ہر ایک کہہ دے گا میں نبی ہوں۔ کوئی روک سکتا ہے؟ کوئی کہہ دے "میں نبی ہوں"۔ کیا نبوّت کی دلیل ہے؟ "بس جی دل چاہتا ہے، میں نبی ہوں"۔ یہ قصّہ تو پھر خراب ہے، سب کا دل چاہتا پھرے گا پھر تو میں نبی ہوں۔ نبوّت کیسے چلے گی؟ اس لئے نبی کی دلیل بیان کی۔ نبوّت کو معجزات دیتے ہیں اللہ تعالےٰ۔ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس گئے تو اس نے کیا کہا؟ فَاۡتِ بِہٖۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ۔ (الشعراء-۳۱) فرعون تھا تو کافر، جہنمی تھا مگر تھا بڑا سمجھدار۔ "دلیل دے بات کی"۔ موسیٰ علیہ السلام کو یوں نہیں کہا کہ "میں تجھے نہیں مانتا"۔ فَاۡتِ بِہٖۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ۔" او موسیٰ! اگر تو سچا نبی ہے تو کوئی دلیل پیش کر"۔ فرعون بھی جانتا تھا کہ سچّے نبی کے پاس معجزے ہوتے ہیں۔ اور جو نبوّت کا دعویٰ کرے معجزے نہ ہوں وہ؟ جھوٹا ہے۔ فرعون بھی جانتا تھا، فرعون کو بھی اتنی بصیرت تھی کہ اگر موسےٰ علیہ السلام واقعی خدا کے سچّے نبی ہیں تو ان کے پاس معجزہ ہوگا۔ اگر معجزہ نہ پیش کر سکیں گے تو پھر نبی نہ ہونگے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا کیا؟ فَاَلۡقٰی عَصَاہُ (الشعراء ۳۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینک دی۔ فَاِذَا ہِیَ ثُعۡبَانٌ مُّبِیۡنٌ ۝ (الشعراء ۳۲) تو وہ اژدہا بن کر سامنے آئی۔

فرمایا۔ کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یہ سارے کے سارے چل رہے ہیں۔ ایک اجلِ مسمّیٰ یعنی وقتِ مقرر کے لئے۔ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ۔ اور وہی اللہ تعالےٰ سارے کاموں کی تدبیر بھی کرتا ہے۔ یُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ، اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ لَعَلَّکُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّکُمۡ تُوۡقِنُوۡنَ۔ تاکہ تم اے انسانو! اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو۔ دلیل دی۔ اور دلیل کے ساتھ نتیجہ کیا نکالا؟ کہ تجھے قیامت پر یقین ہو جائے۔

اب دعا کیجئے اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، اللہ میرے آپ کے گناہوں کو معاف فرما دے، اللہ ہم سب سے راضی ہو۔

اپنی دعا میں ہمارے محترم بھائی محمد اکرم خاں کو بھی یاد رکھیں جن کا مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۶۸ء کو انتقال ہو گیا ہے۔ حقیقتاً ہمیں ان کی موت سے بہت بڑا صدمہ ہُوا ہے۔ اور وہ صدمہ دین کا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ محمد اکرم شہید کی قبر کو منوّر فرمائے، اللہ ان کے درجات کو مزید بلند فرمائے۔ انہوں نے بہت بڑی قربانی دی۔ جمعے کا دن تھا، باوضو تھے، ایک نماز قضا نہیں ہوئی اور پھر وہ اسلحہ سازی کے سلسلے میں اپنے آپ کو شہید کر گئے۔ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ ایک تیر کی وجہ سے تین انسانوں کو بخشتے ہیں۔ تیر بنانے والے کو، تیر چلانے والے کو، ترکش سے تیر نکال کر دینے والے کو۔ تینوں بخشے جاتے ہیں۔ تو آپ جتنے بچے، بھائی، کوئی کسی بھی قسم کا فیکٹری میں تم لوگ کام کرتے ہو، کوئی قلی ہے یا مزدور ہے، کوئی فٹر ہے، کوئی فورمین ہے، کوئی انجینئر ہے۔ آپ یاد رکھیں۔ آپ بہت بڑا جہاد کا کام کر رہے ہیں۔ اس وقت عالمِ اسلام کو جو خطرہ درپیش ہے اس کا دفاع۔ ہم اسی صورت میں کر سکتے ہیں، ایمان کی قوت ہو، اسلحہ کی فراوانی ہو۔ تو آپ کو اس راستے میں کچھ بھی تکلیف ملے تو اس سے ناراض نہ ہوں بلکہ آپ خوش ہوں کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے بہت بڑا اجر دیا ہے۔ اگر موت آ جائے اس راستے میں تو وہ موت شہادت کی موت ہے۔ تو ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے بھائی محمد اکرم کو اللہ نے اپنی رحمتوں سے نوازا ہو گا۔ اللہ تعالےٰ ان کے درجات کو مزید بلند فرمائے، اللہ ان کے بال بچوں کو صبرِ جمیل دے۔ صدمہ بہت بڑا ہے — مجھے، ان سب دوستوں کو، آپ کو۔ وہ بڑے صائب الرّائے تھے، بڑے متقی، پرہیزگار تھے، بڑے نیک انسان تھے۔ ان کے دل میں دین کی بہت بڑی محبت اور قدر تھی۔ کوئی پہچان ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ فورمین ہے یا مسجد کا مؤذن ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنی زندگی دین کے لئے وقف کی تھی۔ اللہ ان کے درجات کو مزید بلند فرمائے، اللہ تعالےٰ ان کے والدین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ ان کے والد صاحب کا خط کل ہی مجھے آیا، وہ بڑے رنجیدہ ہیں — اور

رنجیدہ ہونا ہی چاہئے ۔ انہوں نے بڑی عجیب بات ایک لکھی کہ موت تو حق ہے لیکن اکرم کی موت سے میرے گھر میں جو دین کی برکتیں تھیں وہ اٹھ گئی ہیں ۔ دنیا کی بات نہیں لکھی کہ پیچھے چھوڑ گیا ہے کہاں سے کھائیں گے ؟ اکرم کی موت سے میرے گھر کی دین کی برکتیں اُٹھ گئیں ـــــ شاباش باپ کے جگر کو جس نے اپنے بیٹے کو دین کی نیّت سے دیکھا ہے ۔ اللہ مجھے آپ کو اپنی اولادوں کو دین کی نظر سے دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ ان کو اپنی رحمتوں سے نوازے آمین۔

صحابہ کرام کے خلاف لٹریچر کی اشاعت ممنوع قرار دی جائے

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام جہلم نے جامع مسجد گنبد والی میں جمعۃ الوداع کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ شعائر اسلام چار ہیں۔ کتاب اللہ، بیت اللہ، رسول اللہ اور صلوٰۃ ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جن کے ذریعے ایک مسلمان کو پہچانا جا سکتا ہے جو ان کی بے حرمتی اور توہین کا مرتکب ہوتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میرے صحابہؓ کو طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنانا۔ جو ان سے بغض و عناد رکھے گا وہ مجھ سے اور اللہ تعالیٰ سے رکھے گا۔ پھر اللہ تعالےٰ سے بغض وعناد رکھنے والا اپنی خیر منا لے، مولانا موصوف نے مطالبہ کیا کہ ملک میں صحابہ کرامؓ کے خلاف لٹریچر کی اشاعت ممنوع قرار دی جائے نیز مسلمانوں کو ایسے اجتماعات سے اجتناب کرنا چاہئے جہاں صحابہ کرامؓ پر کیچڑ اچھالی جاتی ہو اور توہین کی جاتی ہو۔

دعائے صحت

محترمی جناب چوہدری صفدر علی خاں سپرنٹنڈنٹ آر، ایم، ایس بعارضہ قلب سروسز ہسپتال میں صاحبِ فراش ہیں قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ وہ چوہدری صاحب کی جلد شفاء کاملہ کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا کریں۔

انجمن خدام الدین کے تحت

مکتبہ خدّام الدّین کا اجراء

مکتبہ انجمن خدام الدین کے تحت ہر قسم کی معیاری اسلامی اور علمی کتابیں مہیّا کرنے کے لئے ۲۳ ر دسمبر ۱۹۶۹ء سے "مکتبہ خدام الدین" جاری کیا گیا ہے ۔ یہ مکتبہ اعلیٰ علمی و دینی کتابیں بھی شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے بالخصوص حجۃ الاسلام امام ولی اللہ دہلویؒ کی کتابوں کے متراجم اور قرآن حکیم کے تفسیری حواشی شائع کئے جائیں گے جن میں امام ولی اللہ دہلویؒ کی حکمت اور امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی انقلابی تشریحات اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ کے قرآنی ربط وآیات کی مزید تشریحی تفصیلات بھی شامل ہوں گی اور خلاصۃ المشکوٰۃ کے اگلے حصّے بھی شائع کئے جائیں گے ۔

ادارہ حکمۃ اسلامیہ لاہور کی مطبوعات متعلقہ فکر ولی اللّٰہی اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا تفسیری سلسلہ اب یہیں سے دستیاب ہوگا۔

جملہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ علمی و دینی کتابوں کی خرید کے لئے "مکتبہ خدام الدین" اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں ۔

المعلن : محمد مقبول عالم بی' اے ناظم مکتبہ خدام الدین اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور۔

داخلے

● تشنگانِ علوم دینیہ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ امسال دارالعلوم جامعہ فاروقیہ (رجسٹرڈ) محلہ مٹکال راولپنڈی کا داخلہ شروع ہے ایک تجربہ کار مفتی کی زیرِ نگرانی تعلیم شروع ہے لہٰذا طلباء اسلام جلد از جلد داخلہ لیں۔ یہ دارالعلوم علماء دیوبند کے مسلک کے مطابق چل رہا ہے لہٰذا مخیر حضرات کی خدمت میں پُرزور اپیل کی جاتی ہے کہ وہ دارالعلوم کی امداد کا خاص خیال رکھیں۔

(مہتمم جامعہ فاروقیہ (رجسٹرڈ) ڈھوک مٹکاں راولپنڈی)

5633

● مدرسۃ العلوم الشرعیہ جھنگ صدر میں قرآن مجید حفظ کرنے والوں کا داخلہ محدود ہے۔ درجہ کتب نظامی میں داخلہ ذی قعدہ کے اوائل تک رہے گا۔

(سید صادق حسین مہتمم مدرسہ ہذا)

5196

● جامعہ مدنیہ (رجسٹرڈ) کیمبل پور کئی سال سے زیرِ سرپرستی جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم دینی علوم کی خدمت انجام دے رہا ہے جس میں حفظ قرآن مجید، ترجمہ، تفسیر اور دیگر درس نظامی کی تدریس کے لئے پانچ اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ طلباء کرام کے قیام، طعام، لباس اور دیگر تمام ضروریات کا مدرسہ کفیل ہے۔ اس مثالی درسگاہ میں تعلیم حاصل کر کے دین اسلام کی صحیح خدمت انجام دیں۔

(قاضی محمد ارشد ناظم عمومی جامعہ مدنیہ کیمبل پور)

● مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ اس سال اپنی جدید عالیشان عمارت میں منتقل ہو کر تعلیمی سال کا آغاز کر رہا ہے جس میں درسِ نظامی کی معیاری تعلیم کے ساتھ فاضل عربی کی کلاس بھی جاری ہو گی مشفق، محنتی اور فاضل اساتذہ کی صحبت کے علاوہ طلبہ کو پُرفضا ماحول جدید معیاری رہائش گاہ اور جملہ ضروریات مثلاً خوراک، لباس کتب وعلاج وغیرہ کی سہولتیں حاصل ہونگی۔ مدرسہ میں داخلہ شوال کے آخر تک جاری رہیگا اور داخلہ کی گنجائش پہلے کی بہ نسبت زیادہ ہو گی۔ اس سال فاضل عربی کے امتحان میں مدرسہ ہذا کے طلباء نے لاہور اور سرگودھا بورڈ سے علی الترتیب اول و دوم پوزیشن حاصل کر کے مدرسہ کے اعلیٰ تعلیمی معیار کا ثبوت دیا ہے۔

نوٹ : مدرسہ عربیہ قدیم کھیالی گیٹ میں شعبہ قرآن (حفظ و تجوید) کا اجراء کیا گیا ہے جس میں بیرونی طلباء بھی داخلہ لے سکتے ہیں پتہ درج ذیل ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد چراغ صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ کھیالی گیٹ گوجرانوالہ ـ فون نمبر ۳۱۱۳ (ناظم)

1125

چکوال میں ہفت روزہ خدّام الدّین دوآبہ بک ہاؤس چکوال سے حاصل کریں۔

نذیر قادری کو صدمہ

یہ خبر انتہائی رنج وغم سے سنی جائے گی کہ خدام الدین کے دیرینہ ایجنٹ نذیر قادری صاحب کی پھوپھی صاحبہ جو سیالکوٹ میں مقیم تھیں ۱۷ر دسمبر ۱۹۶۹ء کو دنیائے فانی سے رحلت کر گئیں۔ مرحومہ نہایت عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں۔ اور تقریباً سو سال کی عمر تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور نذیر قادری اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ خدام الدین اس صدمۂ جانکاہ میں برابر کا شریک ہے۔

جلسہ

جمعیۃ علماء اسلام شاہ کوٹ کی طرف سے بمقام جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں زیر سرپرستی مولانا عبداللطیف انور جالندھری نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع شیخوپورہ ایک عظیم الشان جلسہ مورخہ ۷ر جنوری ۱۹۷۰ء کو منعقد ہو رہا ہے جس میں مولانا ضیاء القاسمی تقریر فرمائیں گے۔

نوٹ: جمعیۃ علماء اسلام شیخوپورہ کا اجلاس ۷ر جنوری ۱۹۷۰ء صبح دس بجے شاہ کوٹ میں منعقد ہوگا تمام ضلعی ممبر نوٹ فرمائیں۔

(مولانا عبداللطیف انور نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع شیخوپورہ)

(5735)

درس قرآن وحدیث

جمعیۃ قوت الاسلام کے زیر اہتمام بروز اتوار صبح ۹ بجے گہوارہ بلڈنگ عقب پیر مکی مومنی روڈ لاہور میں مولانا محمد عارف صاحب وقاری فیوض الرحمٰن صاحب درس قرآن وحدیث دیں گے۔ (سیکرٹری جمعیۃ قوت الاسلام)

سالاری پانی پتی
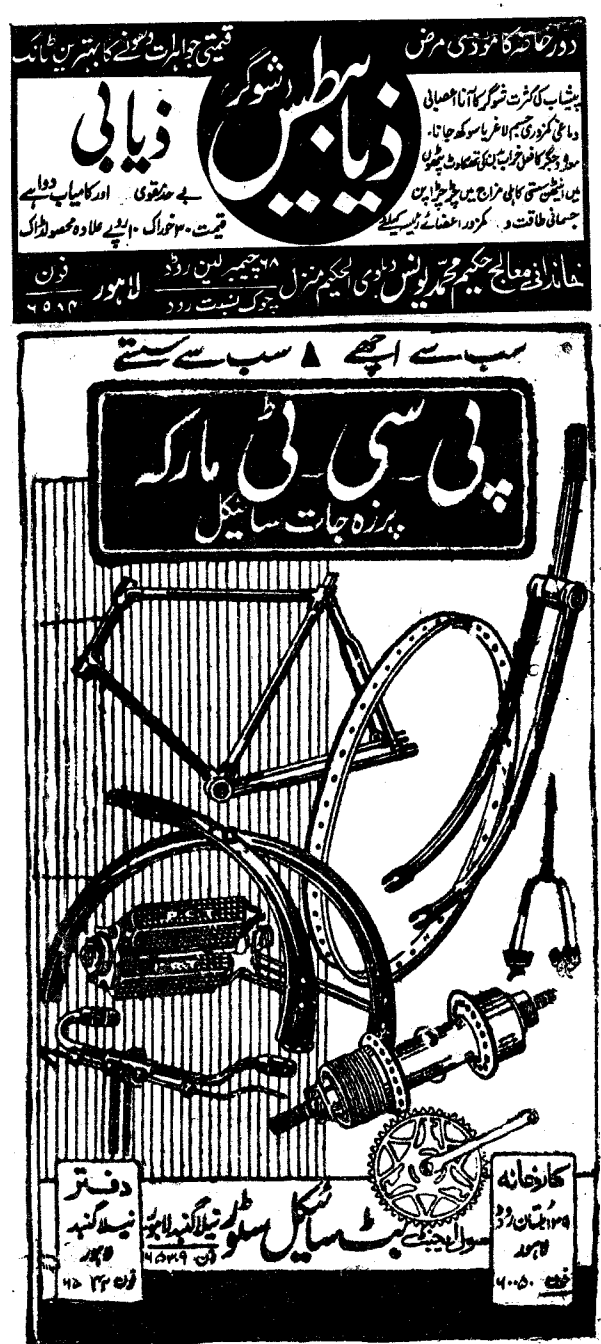
اللہ جلّ کا احسان

اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ کہ اس نے مسلمانوں کو اسلام کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ یہ وہ نعمت ہے۔ کہ جس کے مقابلے میں تمام نعمتیں ہیچ ہیں۔ موت کا ایک ہی جھٹکا بڑے سے بڑے اقتدار کو ختم کر دیتا ہے۔ صرف ایک نعمت ہے۔ جو ہر جگہ اور ہر مقام پر انسان کا ساتھ دیتی ہے اور وہ ہے اسلام۔ یہ نعمت انسان کو جنت میں لے جاتی ہے۔ اور دوزخ سے بچاتی ہے۔ اگر یہ نعمت ساتھ گئی تو بیڑا پار ہے۔ اگر راستہ میں لٹ گئی تو زندگی برباد ہے۔ یہی وہ نعمت ہے۔ جسے سکھانے کے لئے حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ اسلام نام ہے خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کا اور امن و سکون سے زندگی بسر کرنے کا۔

اسلم سفر کر رہا تھا۔ راستہ میں ڈاکوؤں نے اُس کا کوٹ۔ واسکٹ جوتا اور ٹوپی چھین لیا۔ گھر پہونچا۔ تو بیوی اُس کی یہ حالت دیکھ کر رو پڑی۔ بچے بلبلا اُٹھے۔ عزیز و اقارب تڑپ گئے۔ آہ! یہ کیا ہوا؟ اسلم نے کہا "صبر کرو۔ شکر کرو۔ الماس تو بچ گیا۔ جو بغل میں سیا ہوا تھا۔ الحمد للہ وہ محفوظ ہے رونے کی کوئی بات نہیں۔ اسی طرح مسلمان کے پاس بھی ایک دولت ہے۔ اور وہ ہے اسلام اور ایمان۔ یہ الماس سے بھی قیمتی ہے اگر یہ بچ گیا۔ تو پھر کچھ غم نہیں۔ اگر یہ لٹ گیا تو کچھ بھی باقی نہ رہا ہم بھی اس دنیا میں اسلام اور دین کی دولت لے کر سفر کر رہے ہیں راستے میں قسم قسم کے ڈاکو ہیں۔ کہیں حرص و ہوا ہے۔ کہیں رشوت اور دغا ہے۔ اور کہیں شراب خانہ خراب عریاں شباب اور ارتداد کا سیلاب ہے اگر ان ڈاکوؤں سے ایمان بچ گیا تو سمجھ لیجئے۔ کہ کچھ بھی نہیں گیا۔ یاد رکھئے اس دور میں ایمان پر کھلے ڈاکے ہیں پیہم حملے ہیں۔ مسلسل ایمان لوٹنے کی کوشش ہے۔ پس علماء حق سے تعلق جوڑ لیجئے اور خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیجئے۔ اگر علمائے دین نہ ہوتے۔ تو خدا جانے کس قدر لوگوں کا ایمان لٹ گیا ہوتا۔

آپ جانتے ہیں۔ کہ نوٹ دو قسم کے ہیں۔ ایک اصلی دوسرا نقلی۔

اصلی نوٹ حکومت کی طرف سے جاری ہوتا ہے۔ اور نقلی نوٹ یار لوگوں کی دماغی کاوش کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اصلی نوٹ پر حکومت کی چھاپ ہوتی ہے۔ اور مارکیٹ میں خوب چلتا ہے۔ نقلی نوٹ پر حکومت کی چھاپ نہیں ہوتی۔ اس کا چلانے والا گرفتار ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ نے جس کی حکومت کا سکّہ کل عالم میں جاری ہے۔ اپنا ایک رسول بھیجا۔ جس کو خاتم النبیین کہا اور چھاپ لگا دی۔ مگر یار لوگوں نے انگریزی دور میں ایک مصنوعی نبی بنا ڈالا۔ جس پر خدائی چھاپ ہرگز نہیں۔ جس وقت یہ نبی انگریزی ٹکسال سے نکلا۔ علماء نے ...... اعلان کر دیا۔ یہ خدائی نبی نہیں۔ یہ جعلی نبی ہم نہیں مانتے بہرکیف انگریز تھا۔ اس نے خود یہ نبی بنایا تھا۔ کہ مسلمانوں میں افتراق اور اختلاف پیدا ہو جائے اور آئے دن سر پھٹول ہوتی رہے مگر آج جب کہ ہماری اپنی حکومت ہے اس انگریزی سکے کو بند ہو جانا چاہئے کیا ہمارے محترم اصلی اور نقلی کرنسی میں تمیز فرما کر نقلی کرنسی کو بند نہ فرمائینگے اور انگریزی سازش کو جو افتراق کے لئے ختم نہ کریں گے۔ کیا خدائی چھاپ اور انگریزی چھاپ کے نبی میں فرق پا کر ایک نئی امت کو غیر مسلم فرقہ نہ قرار دینگے آہ! ؎

توحید پہ ناز ایسا دل محو ایاز ایسا
توڑا نہ گیا تجھ سے محمود یہ بتخانہ (حفیظ)

ظاہر ہے کہ اصلی اسلام۔ اور اصلی رسول والے مرنے کے بعد راحت پائینگے اور نقلی اسلام اور نقلی رسول والے خسارہ میں رہیں گے۔ تمام دنیا کے مسلمانوں کا فیصلہ ہے۔ کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام کے بعد دوسرا اسلام جاری کرے گا وہ اسلام نہیں ہوگا تقویٰ والے وہ ہیں۔ جو آپ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو وحی آپ پر اُتری اور آپ سے پہلے اتری اُسے سچا جانتے ہیں۔ چونکہ آپ کے بعد کسی وحی کا ذکر قرآن پاک نے نہیں کیا اس لئے اسے مصنوعی۔ نقلی اور فراڈ جانتے ہیں۔ جو بعد کی وحی پر ایمان رکھے گا۔ ابدی نقصان ہی ہوگا اور اس کے ابدی جہنم ہوگا۔ پرانے اسلام پر ایمان رکھنے والا یہاں بھی اور وہاں بھی فائدے میں رہے گا۔ یاد رکھئے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی دین کے مقابلے میں کچھ نہیں۔ روپے پیسے پر ایمان فروخت کرنے والے ابدی خسارے میں رہیں گے۔ پرانے اسلام میں فلاح و بہبود ہے۔ اور نئے نبی اور نئے اسلام میں تباہی و بربادی ہے

پرانے اسلام پر قائم رہئے۔ اس اسلام پر جو رسول اللہ سے آیا ہے ایمان رکھئے۔ اور جو نیا اسلام اغیار نے بنایا ہے۔ اس سے قطع تعلق کر لیجئے اس لئے کہ اسلام میں دو رنگی نہیں اگر یورپ کی روشنی والے کہتے ہیں۔ کہ پرانی چیزیں چھوڑ دیجئے۔ نئی چیزیں لیجئے تو ان سے صاف کہہ دیجئے۔ بہت اچھا پہلے آپ پرانی دھرتی چھوڑ دیجئے۔ پرانا سورج چھوڑ دیجئے۔ پرانی ہوا چھوڑ دیجئے۔ ازاں بعد ہم سے کہئے کہ چودہ سو سال پہلے کا اسلام چھوڑ کر انگریزی دور کا اسلام قبول کیجئے۔ لیکن اگر آپ یہ پرانی چیزیں نہیں چھوڑ سکتے۔ تو پھر ہم پرانا اسلام۔ پرانا رسول پرانا خدا اور چودہ سو سال پہلے کی کتاب کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ ہر مسلمان کا ایمان ہے۔

(۱) قرآن پاک آخری کتاب ہے۔
(۲) محمد رسول اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں
(۳) اسلام آخری دین اور مذہب ہے۔
(۴) خدا قدیم ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ کل کائنات اسی کی ہے اور اس کا حکم جاری و ساری رہنے کے لائق ہے۔

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ رستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ راگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G ۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا